عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۲۷ جمادی الاول تا ۴/ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/ جولائی ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۸

شرم و حیا

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحم دلی

چند اسلامی آداب

مرزائیوں کے نام

ارشادات و ملفوظات

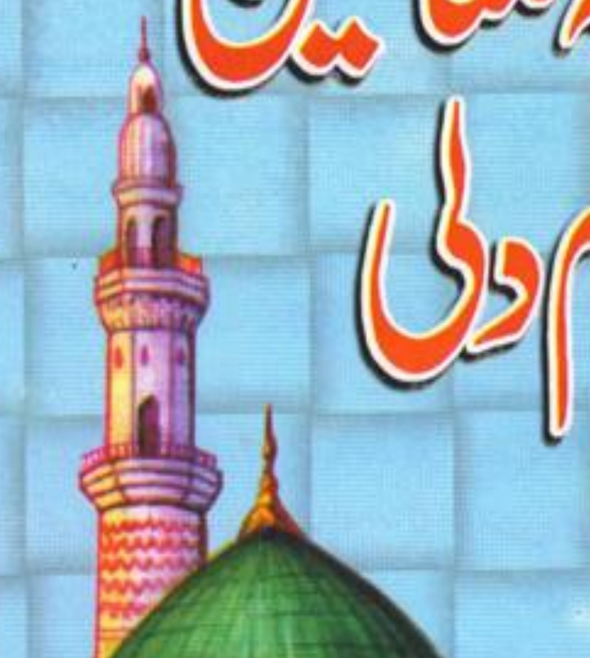

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

دوبارہ امامت کرانے والے کی اقتداء کرنا:

س:...... ہمارے یہاں ریاض میں عربی امام صاحب ظہر کی جماعت کراتے ہیں، اگر کوئی شخص جماعت سے رہ جائے تو دوبارہ اس کے ساتھ امام بن کر جماعت کراتے ہیں، ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس طرح میری (یعنی امام کی) نیت نفلوں کی ہوتی ہے اور مقتدی فرض پڑھتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اگر امام کی نیت نفل کی ہو اور مقتدی کی نیت فرائض کی ہو تو نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے بعد محلوں میں جماعت کی امامت کراتے تھے یا نہیں؟

ج:...... حنفیہ کے نزدیک فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں، دیگر بعض ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔ وہ صاحب اپنے مسلک کے مطابق دوبارہ نماز پڑھاتے ہوں گے لیکن کسی حنفی کو ان کی دوبارہ امامت میں اقتداء کرنا صحیح نہیں، ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

امام کے ساتھ ارکان کی ادائیگی:

س:...... جماعت کی نماز کے دوران امام جب رکوع و سجود کرتا ہے تو کیا اس کے ساتھ ساتھ رکوع و سجدہ میں جایا جائے یا بعد میں جایا جائے یعنی جب امام سجدہ میں چلا جائے تب مقتدی سجدہ کرے؟

ج:...... مقتدی کا رکوع و سجدہ اور قومہ و جلسہ امام کے ساتھ ہی ہونا چاہئے بشرطیکہ مقتدی، امام کے رکن شروع کرنے کے بعد اس رکن کو شروع کرے، نیز یہ کہ امام سے آگے نکلنے کا اندیشہ نہ ہو، اگر امام کے اٹھنے بیٹھنے کی رفتار سست ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس امام کے ساتھ ہی انتقال شروع کیا تو امام سے آگے نکل جائے گا تو ایسی حالت میں تھوڑا سا توقف کرنا چاہئے۔

مقتدی تکبیر کب کہے؟

س:...... مقتدی امام کے پیچھے کس طرح نماز ادا کریں؟ امام کے منہ سے ''اللہ'' نکلے تو فوراً عمل شروع کردیں؟

ج:...... امام کے تکبیر شروع کرنے کے بعد آپ تکبیر کہہ سکتے ہیں، مگر اس (بات) کا خیال رکھا جائے کہ تکبیر امام سے پہلے شروع نہ کی جائے اور امام سے پہلے ختم بھی نہ کی جائے۔

مقتدی کو تکبیریں آہستہ کہنی چاہئیں:

س:...... مردوں کے لئے فرض نماز کی رکعتوں میں تکبیریں اور ثناء (ظہر اور عصر کے علاوہ) آواز بلند پڑھنے کا حکم ہے، مسجد میں بھی (جماعت کے علاوہ) کیا ایسا کرنا چاہئے؟ عموماً لوگ مساجد میں فرائض بھی خاموشی سے ادا کرلیتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

ج:...... بلند آواز سے تکبیر امام کہتا ہے، مقتدی کو اور منفرد کو تکبیریں آہستہ کہنی چاہئیں اور ثناء تو امام بھی آہستہ پڑھے۔

مقتدی تکبیرات کتنی آواز سے کہے؟

س:...... بعض لوگ باجماعت نماز پڑھتے ہوئے امام کی تکبیروں کے ساتھ ساتھ تکبیریں کہتے ہیں اور کہتے بھی بالجہر ہیں یعنی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے دو تین اشخاص با آسانی ان کی آواز سن اور سمجھ سکتے ہیں، کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے؟

ج:...... مقتدی کو تکبیر آہستہ کہنی چاہئے اور آہستہ کا مطلب یہ ہے کہ آواز صرف اس کے کانوں کو سنائی دے۔

امام کی اقتداء میں ثناء کب تک پڑھے؟

س:...... سری نماز و جہری نماز میں مقتدی کو ثناء کیسے ادا کرنی چاہئے، یعنی سری نماز میں کب تک اور جہری نماز میں کب تک پڑھنی چاہئے؟

ج:...... جب امام قرأت شروع کردے تو ثناء چھوڑ دینی چاہئے اور سری نماز میں جب تک یہ خیال ہو کہ امام نے قرأت شروع نہیں کی ہوگی ثناء پڑھ لے۔ اس کے بعد چھوڑ دے۔

مقتدی کی ثناء کے درمیان اگر امام سورۂ فاتحہ شروع کردے تو مقتدی خاموش ہوجائے:

س:...... امام کے سورۂ فاتحہ شروع کرنے سے پہلے میں نے ثناء پڑھنی شروع کردی اور درمیان میں امام نے سورۂ فاتحہ شروع کردی۔ اس وقت بقیہ ثناء اور تعوذ و تسمیہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... جب امام قرأت شروع کردے تو ثناء پڑھنا وہیں پر بند کردے۔ تعوذ و تسمیہ قرأت کے تابع ہیں، اس لئے ان کو امام اور منفرد پڑھے، مقتدی نہیں۔ مقتدی صرف ثناء پڑھ کر خاموش ہوجائے۔

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ
سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۳ شمارہ: ۸ ۲۷/ جمادی الاول تا ۳/ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/ جولائی ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ	نائب مدیر اعلیٰ	مدیر
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری	مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

اس شمارے میں

اداریہ		4
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحم دلی	(مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی)	6
شرم وحیاء	(امۃ اللہ تسنیم)	12
چند اسلامی آداب	(شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ)	14
شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ	(مولانا اللہ وسایا)	18
ارشادات وملفوظات	(سید شمشاد حسین شاہ)	20
مرزائیوں کے نام!	(مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ)	22

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۸۳۴۸۶-۵۱۴۱۲۲، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری۔ طابع: سید شاہد حسن۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ...

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی ٹی وی چینل ایم ٹی اے کی نشریات پر پابندی

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے قادیانی ٹی وی چینل ایم ٹی اے کی نشریات پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے کیبل نیٹ ورک کے ذریعہ قادیانی ٹی وی چینل کی نشریات دکھانے پر پابندی عائد کردی ہے۔اس سلسلہ میں اخبارات میں شائع ہونے والی خبر درج ذیل ہے:

''قادیانی چینل ایم ٹی اے کی نشریات پر پابندی

فیصل آباد (نمائندہ امت) پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) نے کیبل نیٹ ورک کے ذریعہ قادیانی چینل مسلم ٹی وی احمدیہ (ایم ٹی اے) کی نشریات پر پابندی لگادی ہے۔اس امر کی اطلاع پیمرا پنجاب کے ریجنل جنرل منیجر سردار عرفان اشرف خان نے ایک مراسلے کے ذریعہ......دی ہے۔اس سلسلے میں پیمرا نے فیصل آباد کے کیبل آپریٹروں کو وارننگ لیٹر جاری کردیئے ہیں۔''

(روزنامہ امت کراچی بدھ ۳۰/جون ۲۰۰۴ء)

الحمدللہ! یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ ٹی وی چینل کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ کا راستہ رک گیا۔دیگر ٹی وی چینل فحاشی، عریانی اور دیگر طریقوں سے دنیا کو اسلام سے دور لے جانے کی کوشش کررہے ہیں جبکہ قادیانی چینل ایم ٹی اے کھلم کھلا قادیانیت کی تبلیغ کرکے اسلام کے بنیادی نظریات کے خلاف کام کررہا ہے۔مسلمانان پاکستان بالخصوص نئی نسل کو قادیانیت کے زہر سے بچانے کے لئے یہ ضروری تھا کہ اس چینل کی نشریات پر پابندی عائد کی جائے تاکہ کوئی سادہ لوح شخص اس کی نشریات دیکھ کر اسلام کے نام پر قادیانیت کے دام فریب کا شکار نہ ہوجائے۔پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) کا قادیانی چینل کی نشریات پر پابندی لگانے کا اقدام بلاشبہ قابل ستائش ہے۔ہم امید کرتے ہیں کہ پورے پاکستان میں اس پابندی پر عملدرآمد کرایا جائے گا اور اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والے کیبل آپریٹرز کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

شوکت عزیز کی وضاحت

وفاقی وزیر خزانہ اور سینئر وزیر شوکت عزیز نے اپنے اوپر عائد کئے جانے والے ان الزامات کی تردید کی ہے جن میں انہیں قادیانی قرار دیا گیا تھا۔گزشتہ دنوں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے اس بارے میں جو وضاحت کی اس کی تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

''قادیانی نہیں، سنی مسلمان ہوں

ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتا ہوں: شوکت عزیز

اسلام آباد (نمائندہ جنگ) وفاقی وزیر خزانہ اور سینئر وزیر شوکت عزیز نے واضح کیا ہے کہ وہ سنی مسلمان ہیں اور ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔بدھ کو صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرے بارے میں یہ غلط، منفی اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کیا گیا ہے کہ وہ قادیانی ہیں۔انہوں نے کہا کہ میرا تعلق مذہبی گھرانے سے ہے۔شیخ رشید احمد نے اس موقع پر کہا کہ میں نے ختم نبوت کی تحریک

ختم نبوۃ

میں حصہ لیا تھا' میں بھی واضح کرتا ہوں کہ اس الزام میں کوئی صداقت نہیں ہے۔"

(روزنامہ جنگ کراچی جمعرات یکم جولائی ۲۰۰۴ء)

قادیانیوں کی یہ روایت ہے کہ وہ تمام نامی گرامی افراد کو اپنی جماعت کا فرد باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پہلے نجی مجالس میں کسی سربراہ مملکت' وزیراعظم' وزیر یا مشیر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ہمارا آدمی' یعنی قادیانی ہے اور بعدازاں اسے اتنا پھیلا جاتا ہے کہ لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ عملاً ملک میں قادیانیوں ہی کی حکومت ہے اور صدر' وزیراعظم' وزراء اور مشیر سب کے سب قادیانی ہیں' لیکن جب حقیقت کھلتی ہے تو قادیانی غبارے سے ہوا خارج ہو جاتی ہے اور مذکورہ شخصیات بانگ دہل اعلان کرتی ہیں کہ ہمارا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ہم تو ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور قادیانیوں کو کافر گردانتے ہیں۔ صدر مشرف کو قادیانیوں نے اپنا آدمی ثابت کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر واضح انداز سے کہا کہ:

"جو ختم نبوت کو نہیں مانتا وہ تو مسلمان ہی نہیں۔"

اس سے قبل ایک سابق صدر کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا تھا اور انہوں نے بھی اپنے قادیانی ہونے کی تردید کر دی تھی۔ بعض وزرائے اعظم کو بھی قادیانیوں نے اپنی جماعت کا ممبر ظاہر کرنے کی کوشش کی اور بعض کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے تمام وسائل خرچ کئے لیکن ان سب نے قادیانیوں کے کافر ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ مختلف وزراء کے بارے میں قادیانیوں نے اپنا سابقہ رویہ اپناتے ہوئے انہیں قادیانی جماعت کا فرد ظاہر کیا۔ متعدد وزراء نے ان سے برأت کا اعلان کیا۔ شوکت عزیز کے بارے میں بھی یہی کچھ ظاہر کیا گیا لیکن انہوں نے بھی قادیانیوں سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے قادیانی ہونے کی تردید کرتے ہوئے دوٹوک انداز سے کہا کہ وہ قادیانی نہیں اور یہ کہ وہ ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ شوکت عزیز کی جانب سے اس اعلان کے بعد یقیناً قادیانی جماعت کے ارمانوں پر اوس پڑ گئی ہوگی۔ قادیانی جو مستقبل میں وزیراعظم بننے کے خواب دیکھ رہے تھے اس اعلان سے یقینی طور پر مایوس ہوئے ہوں گے۔

اس موقع پر ہم شوکت عزیز پر بھی یہ زور دیں گے کہ وہ "ختم نبوت پر مکمل یقین" رکھنے کے عملی تقاضے بھی پورے کریں اور قادیانیت کے کینسر سے پاکستانی معاشرے کو پاک کرنے کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ "ختم نبوت پر مکمل یقین" رکھنے کا ایک عملی تقاضا منکرین ختم نبوت کا سدباب ہے۔ منکرین ختم نبوت میں قادیانی سرفہرست ہیں۔ اس لئے شوکت عزیز کو قادیانیت کے سدباب کے لئے ہر ممکن کوششیں کرنا ہوں گی اور مستقبل میں امتناع قادیانیت سے متعلق قوانین کے نفاذ کو یقینی بنانا ہوگا اور قادیانیت کے خاتمے کے لئے مزید قانون سازی کرنا ہوگی۔ ہم وزیراعظم اور تمام وزراء سے "ختم نبوت پر مکمل یقین" کے اس عملی مظاہرے کی توقع رکھتے ہیں۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایاجات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایاجات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحم دلی

مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی

ارحم الراحمین نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ ”رحمت“ اللہ تعالیٰ کی صفت عامہ بھی ہے اور صفت خاصہ بھی۔ اس دنیا میں اس کی رحمت عام ہے جس سے مومن و کافر بھی فیضیاب ہوتے ہیں اور مطیع و عاصی بھی بہرہ یاب ہوتے ہیں' وہ قادر مطلق ذات اتنی رحیم و کریم ہے کہ اپنے بندوں کے گناہوں' نافرمانیوں اور ان کی سرکشی و بغاوت کو جانتی اور دیکھتی ہے لیکن پھر بھی ان کو سوچنے' توبہ کرنے اور گناہوں سے باز آنے کا موقع دیتی ہے تمام تر ضلالت و بغاوت اور شرک و کفر کے باوجود ان پر روزی کا دروازہ بند نہیں کرتی' اپنی رحمت سے محروم نہیں کرتی' یہاں تک کہ راندۂ درگاہ ابلیس لعین بھی رحمت باری تعالیٰ سے حصہ پاتا ہے' مگر جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے اور ظلم و بغاوت حد سے بڑھ جاتی ہے' تو گناہگار قوموں پر اللہ تعالیٰ کا غضب عذاب بن کر نازل ہوتا ہے اور اس دنیا ہی میں ان کو سزا دی جاتی ہے اور معذب قوموں کو دوسروں کے لئے سامان عبرت و نصیحت بنا دیا جاتا ہے۔

”فرمایا کہ رہا میرا عذاب تو جس کو
چاہے دوں گا اور (رہی) میری رحمت جو ہر
شخص پر (کشادہ و عام) ہے۔“

(سورۂ اعراف: ۱۵۶)

لیکن قیامت کی سخت گھڑی میں جب کہ حساب و کتاب اور جزا و سزا کا کٹھن مرحلہ درپیش ہوگا' سب پر نفسی نفسی کا حال طاری ہوگا' سب رحمت و مغفرت کے طالب ہوں گے' اللہ رب العزت کی رحمت اپنے مومن و متقی بندوں کے لئے خاص ہوگی۔ وہ کسی کافر' مشرک' منافق پر رحم نہیں کرے گا' وہ دہائی دیں گے' گڑگڑائیں گے مگر کوئی شنوائی نہ ہوگی:

”اور (مجرمین سے) کہا جائے گا
کہ آج ہم تم کو ایسے ہی بھلا دیں گے جیسا
کہ تم اپنے اس دن کی ملاقات کو فراموش
کر بیٹھے تھے اور تمہارا ٹھکانہ آگ اور تمہارا
کوئی مددگار نہیں۔“ (سورۂ جاثیہ: ۳۴)

محسن انسانیت' محمد عربی' نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عظیم و عمیم صفت سے متصف ہونا اور وہ بھی کسی خاص علاقہ اور زمانہ کے لئے نہیں بلکہ تا قیامت تمام انس و جن' چرند و پرند کے لئے' اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی محبوبیت و مقبولیت اور تمام انبیاءؑ و مرسلین کے درمیان آپ کی خصوصیت و امتیاز کی دلیل ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کو قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں بڑے ہی پیارے انداز میں بیان کیا ہے:

”اور ہم نے آپ کو سارے عالم
کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔“

(سورۂ انبیاء: ۱۰۷)

”تحقیق کہ تمہارے پاس تم ہی میں
سے رسول آیا جس پر تمہاری تکلیف بہت
گراں ہے وہ تمہاری بھلائی کا حریص ہے'
ایمان والوں پر نہایت شفیق و رحیم ہے۔“

(سورۂ توبہ: ۱۲۸)

”تو بسبب اس رحمت کے جو اللہ کی
جانب سے آپ کو ملی ہے آپ ان کے لئے
نرم ہوگئے اور اگر آپ تندخو' سخت دل
ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ
جاتے' تو آپ ان سے درگزر کیجئے اور ان
کے حق میں مغفرت چاہئے اور معاملہ میں
ان سے مشورہ کیجئے' پس جب کسی بات کا
عزم کرلیں تو اللہ پر توکل کیجئے' بے شک
اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

(سورۂ آل عمران: ۱۵۹)

رحمت و رافت' سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمایاں ترین وصف ہے' جو ہر خاص و عام کے لئے ظاہر ہوتا ہے' یہ رحمت دعوت و تبلیغ کے موقع پر بھی اپنا

اثر دکھاتی ہے جب کہ طائف کے بازار میں‘ وہاں کے اوباش محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھروں کی بارش کرتے ہیں اور جسم اطہر لہولہان ہو جاتا ہے‘ نعلین شریفین خون سے بھر جاتے ہیں‘ یہاں تک کہ آپ کی شدتِ تکلیف سے آپ کے جانی دشمن عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ بھی بے قرار ہو جاتے ہیں‘ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپؐ کے پاس بھیجا اور اس نے آپؐ سے اس کی اجازت طلب کی کہ وہ ان دونوں پہاڑوں کو جن کے درمیان طائف واقع ہے‘ ملا دے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا کہ نہیں! مجھے امید ہے کہ ان کی اولاد میں سے کوئی ایسا پیدا ہوگا جو خدائے واحد کی عبادت کرے گا‘ اس کے ساتھ کسی اور ہستی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا۔ (زادالمعاد جلد:۱‘ص:۳۰۲‘ بحوالہ نبی رحمت)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ”سیرۃ النبی“ میں لکھتے ہیں:

”باوجود سخت سے سخت ایذاؤں کے اس رحمت عالم‘ رافت مجسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وشرف وکرم نے ان لوگوں کی ہلاکت اور بربادی کی اس لئے دعا نہیں کی کہ یہ لوگ اگرچہ ایمان نہیں لائے مگر ان کی نسل میں سے خدا کے مطیع اور فرمانبردار اور مخلصین اور جاں نثار پیدا ہوں گے۔“

(سیرۃ مصطفیٰ ج:۱ص:۲۷۹)

اس سراپا رحمت ورافت کی زبان پر بددعا کے بجائے اپنی بے سروسامانی اور کمزوری کا شکوہ تھا‘ ابن اسحٰق‘ طبرانی اور علامہ ابن قیم رحمہم اللہ نے اس دعا کی روایت کی ہے:

”اے اللہ! میں تجھ سے اپنی کمزوری اور تدبیر کی کمی اور لوگوں میں بے توقیری کی فریاد کرتا ہوں‘ اے ارحم الراحمین تو ہی کمزوروں اور عاجزوں کا پروردگار و مددگار ہے‘ تو مجھ کو کس کے سپرد کرتا ہے؟ کیا کسی بیگانہ ترش رو دشمن کے؟ یا کسی قریبی دوستی کے جس کو تو نے میرے امور کا مالک و مختار بنا دیا ہے۔“ (اخرجہ ابن اسحٰق و الطبرانی وذکرہ ابن قیم فی زادالمعاد ج:۱ص:۳۰۲)

بڑے سے بڑا حلیم الطبع‘ رحم دل انسان بھی ایسے جاں گسل لمحات میں صبر وضبط کا دامن چھوڑ دیتا‘ مگر اس پیکر رحمت نے درد وسوز سے لبریز جو دعا مانگی تھی‘ اس کے انداز واسلوب اور الفاظ ومعانی چیخ چیخ کر نبی رحمت کی رحمۃ للعالمینی کا اعلان کر رہے ہیں۔ اس محسن انسانیت کو پورا اختیار تھا کہ ہلاکت وبربادی کی دعا کر دیتے لیکن جو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا‘ جس کا مشن ہی تھا کہ جہنم کے دہانے پر کھڑے لوگوں کو بچائے‘ جس کی تحریک یہی تھی کہ درندہ صفت لوگوں میں انسانیت کی روح پھونکے‘ بھلا اس کی زبان سے عذاب وہلاکت کے جملے کیسے ادا ہو سکتے تھے‘ جس اللہ نے اپنی صفت رحمت سے اپنے حبیب ومحبوب کو متصف فرما کر رحمۃ للعالمین کا تاج اس کی پیشانی پر رکھا تھا‘ وہ رؤف ورحیم رسول اس تاج رحمت کی آب وتاب کو بددعا دے کر داغدار کیسے کرتا؟ یہ ممکن ہی نہیں تھا‘ خواہ مشرکین مکہ کی ایذا رسانی ہو یا اوباش طائف کی درندگی‘ اسیران بدر کا معاملہ ہو یا غزوۂ احد کا زخم‘ جب کہ اس سراپا رحمت کے رخسار مبارک زخمی ہو گئے تھے اور دندان مبارک شہید ہو گئے تھے‘ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ چہرہ انور میں خود کی جو کڑیاں گھس گئی تھی‘ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچا تھا‘ جس سے ابو عبیدہ کے دو دانت شہید ہوئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ج:۲ ص:۸۴ بحوالہ سیرۃ مصطفیٰ) اور آپ کے دندان مبارک کے بارے میں تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر مارا تھا‘ جس سے نیچے کا دانت شہید ہو گیا اور نچلا لب مبارک زخمی ہو گیا تھا اور عبداللہ بن قمیہ کے حملے سے رخسار مبارک زخمی ہو گئے اور خود کی کڑیاں گھسیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ حملے انہیں لوگوں نے کئے تھے جو قبل از نبوت آپ پر فخر وناز کرتے تھے‘ آپ کو صادق وامین کہتے تھے لیکن پیغام رحمت سنانے کے جرم میں آپ کے جانی دشمن بن گئے اور ادھر اس پیکر رحمت ورافت کی رحمۃ للعالمینی تو دیکھئے کہ ان الفاظ کے سوا کچھ نہیں فرماتے‘ جن کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کرتے ہیں:

”احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ انور سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے: وہ قوم کیسے فلاں پائے گی‘ جس نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کیا اور وہ ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلاتا ہے۔“

(رواہ احمد والترمذی والنسائی)

فتح مکہ کے موقع پر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جس رحمدلی کا ثبوت دیا‘ تاریخ عالم میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپؐ نے اپنے ان دشمنوں پر فتح پائی تھی جو تیرہ سال تک آپ کو اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو قسم قسم کی انسانیت سوز ایذائیں دیتے رہے تھے‘ آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا‘ آپ کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا تھا‘ آپ کو نعوذ باللہ جھوٹا‘

افتراء پرداز، ساحر، کاہن، مجنون، شاعر تک کہا تھا، آپ کے خلاف معرکہ آرائی کی تھی۔ آپ سے بدعہدی کی تھی، آپ کی دعوت کو ناکام کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ آج فتح مکہ کے دن آپ کو پورا اختیار حاصل تھا کہ ایک ایک ظلم کا بدلہ لیتے، چن چن کر انتقام لیتے، مگر اس کے برعکس اس سراپا رحمت محسن انسانیت کی طرف سے عام معافی کا اعلان ہوتا ہے، آپ نے سرداران قریش کے مقام و مرتبہ کو بھی باقی رکھا اور ان کی قدر فرمائی، یہاں تک کہ یہ اعلان کر دیا گیا کہ آج کے دن جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا، اس کو پناہ ملے گی، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے گا اس کو پناہ ملے گی، جو مسجد حرام میں داخل ہوگا وہ مامون رہے گا۔

(سیرۃ ابن ہشام ص:۴۰۹)

حضرت سعد بن عبادہ انصاری ایک دستے کے سردار تھے، وہ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو فرط جوش میں ان کی زبان سے یہ کلمات نکلے:

”آج معرکہ آرائی کا دن ہے، آج کعبہ میں سب جائز ہوگا، آج اللہ نے قریش کو ذلیل و خوار کر دیا۔“

(فتح الباری ج:۸ ص:۷)

ابوسفیان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی اور سعد بن عبادہ کا جملہ دہرایا، اس بات کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا اور فرمایا: ”آج تو رحم کرنے کا دن ہے، آج اللہ قریش کو عزت بخشے گا اور کعبہ کی عظمت بڑھائے گا۔“ (زاد المعاد ج:۱ ص:۴۲۳) اور سعد سے پرچم لے کر ان کے صاحبزادے کو دے دیا۔

فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش والو! تمہیں کیا توقع ہے کہ اس وقت میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟ انہوں نے جواب دیا: ہم اچھی امید رکھتے ہیں، آپ کریم ہیں اور شریف بھائی ہیں اور کریم و شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں تم سے یہی کہتا ہوں، جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

”آج تم پر کوئی الزام نہیں ہے، جاؤ تم سب آزاد ہو۔“ (زاد المعاد)

فتح مکہ کے موقع پر عکرمہ بن ابی جہل فرار ہو کر یمن چلے گئے تھے، ان کی بیوی نے ان کے لئے امان طلب کی اور ان کو واپس لائیں اور وہ مشرف با اسلام ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مباح الدم قرار دیا تھا، مگر جب عاجزانہ حاضر خدمت ہوئے تو رحمت بیکراں سے فیضیاب ہوئے اور اسلام میں بلند

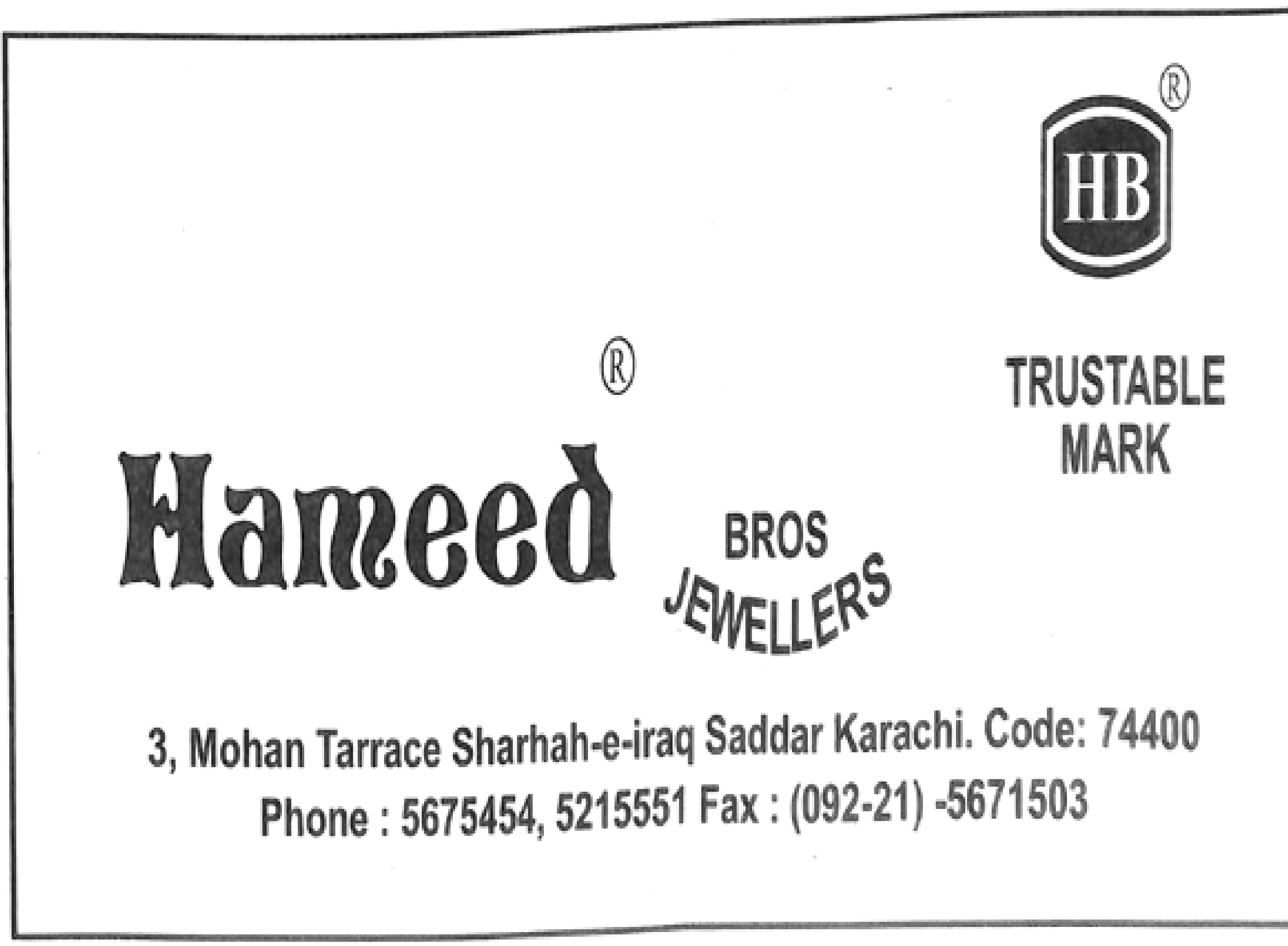

مقام پایا' انہوں نے اپنی جاہلیت کی دشمنی کا کفارہ ارتداد اور شام کی جنگوں میں مجاہدانہ خدمات انجام دے کر ادا کیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشیؓ تھے' وہ بھی قابل گردن زدنی قرار پائے تھے مگر جب نیازمندانہ حاضر خدمت ہوئے اور اسلام لائے تو بحر رحمت نے اپنے فیض سے ان کو بھی محروم نہ کیا۔ یہ وحشیؓ وہی ہیں جنہوں نے نبی رحمت کو چچا حمزہؓ کی شفقت سے محروم کیا' اور تو اور ہندہ زوجہ ابوسفیان جس نے حضرت حمزہ کے کان ناک کاٹ کر ہار بنا کر پہنا تھا اور کلیجہ شق کر کے کچا چبایا' ایسی درندگی اور سخت دلی کا مظاہرہ کرنے والی عورت بھی فیض رحمت سے محروم نہیں کی جاتی' ہبار بن الاسود جس نے صاحبزادی محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پہلو پر نیزہ مارا تھا' وہ بھی رحمت عالم کی رحمۃ للعالمینی سے محروم نہیں ہوتا اور امان پاتا ہے۔ نبی رحمت کے چچازاد بھائی ابوسفیان ابن الحارث جس نے اشعار میں آپ کی ہجو کر کے آپ کو کرب و تکلیف سے دوچار کیا تھا:"لا تثریب علیکم الیوم" کا پروانہ پاتے ہیں اور ثمامہ بن آثال جس نے مسلمانوں پر اقتصادی پابندی عائد کی تھی' گرفتار ہو کر مدینہ آتے ہیں' مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیئے جاتے ہیں' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے تو آپ نے پوچھا ثمامہ! کچھ کہنا ہے' اس نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے' جس کی گردن پر خون ہے اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکر گزار احسان شناس پر احسان کریں گے اور اگر آپ کو مال و دولت مطلوب ہے تو آپ بتائیں' آپ کا مطالبہ پورا کیا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار آتے جاتے یہ سوال کیا' اس نے یہی جواب دیا' تیسری بار آپؐ نے اس کو رہا کرنے کا حکم دے دیا۔

اس رحمدلی اور عفو و درگزر نے ثمامہ بن آثال جیسے سردار پر ایسا اثر کیا کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور وہی ثمامہ جو مسلمانوں پر اقتصادی پابندی لگاتے تھے' اب قریش کے لئے وبال جان بن گئے تھے' یہاں تک کہ قریش غذائی اشیاء نہ ملنے کے سبب بھک مری کا شکار ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کروائی' تب ثمامہ نے ان کو غلہ سپلائی کرنے کی اجازت دی۔ (دیکھئے مسلم شریف کتاب الجہاد والسرایا)

یہ تمام واقعات آپؐ کے دشمنوں' اسلام کے مخالفوں اور باطل پرستوں کے ساتھ پیش آئے جس کا اثر یہ ہوا کہ یہ سب معاندین' نفرت و عداوت اور بغض و کینہ چھوڑ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی والہانہ محبت کے اسیر بن گئے اور اسلام لا کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ ذرا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمدلی مومنین و مومنات کے حق میں بھی دیکھی جائے۔ قرآن نے تو خود ہی فرما دیا ہے:"بالمومنین رؤف رحیم" لہٰذا ڈاکٹر محمد علی ہاشمی "شخصیۃ المسلم" میں لکھتے ہیں:

> "آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی نادر مثال تھے' رحمت مجسم تھے' آپ کی ذات سے ہر وقت فیض رحمت جاری رہتا' یہاں تک کہ کبھی آپ نماز میں ہوتے اور کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو آپ پر رحم غالب آ جاتا اور نماز کو اس کی بے قرار ماں کی رعایت کرتے ہوئے مختصر کر دیتے تھے۔" (شخصیۃ المسلم ص:۱۸۲)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی عفو و درگزر اور بردباری و رحمدلی کی تعلیم فرمائی اور اپنے اقوال و اعمال سے دوسروں پر رحم کرنے اور اپنے بھائیوں کی رعایت کرنے' بچوں پر شفقت و رحمت کی نگاہ ڈالنے کی تاکید فرمائی ہے' آپ کتنے رحیم و شفیق اور مہربان تھے؟ اس سلسلے میں خادم خاص حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "میں نماز شروع کرتا ہوں اور اس کو لمبی پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں' لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز ہلکی کر دیتا ہوں' کیونکہ اس بچے کے رونے کے باعث اس کی ماں کی سخت پریشانی کو جانتا ہوں۔"
>
> (رواہ الشیخان)

چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں صحابیات رضی اللہ عنہن بھی نماز ادا کرنے کی حریص رہتی تھیں اور اپنے چھوٹے معصوم بچوں کو کسی گوشہ میں رکھ کر نماز میں مشغول ہو جاتی تھیں مگر ماں پھر بھی ماں ہوتی ہے' خواہ کتنی ہی صالحہ متقیہ ہو' بچے کا رونا اس کو بے قرار کر ہی دے گا۔ قربان جایئے اس سراپا رحمت پر جو اپنی امت ہی نہیں پوری انسانیت کے حق میں رحمت بنا کر بھیجے گئے' کتنی رعایت کر رہے ہیں انسانی طبائع و نفسیات کی۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بدو خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا: کیا آپ لوگ اپنے بچوں کو پیار سے بوسہ بھی دیتے ہیں؟ ہم تو ایسا نہیں کرتے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

> "اگر اللہ ہی تمہارے دل سے رحم نکال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟"
>
> (رواہ البخاری و مسلم)

اسی طرح حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا تو عرض کیا کہ

میرے تو دس بچے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو کبھی بھی بوسہ نہیں دیا' اس پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا' اس پر بھی رحم بھی نہیں کیا جاتا۔" (متفق علیہ)

ایک حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رحمدلی سے محروم نہیں کیا جاتا' مگر بدبخت کو۔"

(اخرجہ البخاری فی ادب المفرد)

اسی وجہ سے آپؐ نے زمین والوں پر رحمت کرنے کا حکم دیا ہے' صرف انسان ہی نہیں' جانوروں پر بھی رحم کرنے کی تاکید فرمائی ہے:

"ارحم من فی الارض یرحمک من فی السماء۔"

(رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح)

ترجمہ: "تم زمین والوں پر رحم کرو' آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔"

نیز فرمایا:

"من لم یرحم الناس لم یرحمہ اللہ۔"

(رواہ الطبرانی واسنادہ حسن)

ترجمہ: "جس نے لوگوں پر رحم نہیں کیا' اللہ اس پر بھی رحم نہیں کرے گا۔"

جب کہ رحمت خداوندی کے سب ہی محتاج ہیں' کیا انبیاءؑ و مرسلین اور کیا اصفیاء و مذنبین' لہٰذا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اہل و عیال' اولاد و احباب اور رشتہ داروں پر ہی نہیں' عامۃ الناس کے ساتھ رحمدلی کا معاملہ کرنے کی تاکید فرمائی' بلکہ رحمدلی کو ایمان کامل کا ذریعہ بتایا' حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم نہ کرو' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم سب رحمدل ہیں' آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا اپنے ساتھی پر رحم کرنا رحم نہیں بلکہ عام لوگوں اور ہر فرد پر رحم کرنا رحمدلی ہے۔"

(رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مسلمان کا امیر بنانے کا ارادہ کیا' مگر اس کو

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

کہتے ہوئے سنا کہ میں تو اپنے بچوں کو پیار نہیں کرتا' یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اس کو امیر بنانے کا ارادہ بدل دیا کہ جب یہ شخص اپنے بچوں پر رحم وشفقت نہیں کرتا تو وہ لوگوں کے حق میں کیونکر رحمدل ہوسکتا ہے۔ (شخصیۃ المسلم ص:۱۸۳)

حیوانوں کے ساتھ رحم کرنے میں کتنا اجرو ثواب ہے؟ اس کا اندازہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ اس مشہور حدیث سے ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی راستہ میں جارہا تھا کہ اس کو سخت پیاس لگی' اس نے راہ میں ایک کنواں پایا اور اس میں اتر کر اس نے اپنی پیاس بجھائی' پھر نکلا تو دیکھا ایک کتا زبان نکالے ہانپ رہا ہے اور شدت پیاس سے تر زمین کو چاٹ رہا ہے' اس آدمی نے دل میں سوچا کہ جس طرح میں شدید پیاسا تھا' یہ کتا بھی پیاسا ہے' پس وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے خف میں پانی بھرا' پھر کتے کو اس سے سیراب کیا۔ اللہ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا اور اس کی مغفرت کردی۔ یہ واقعہ سننے کے بعد صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا جانوروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے پر بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

"فی کل کبد رطبة اجر"

(رواہ الشیخان)

ترجمہ: "ہر زندہ جاندار پر رحم کرنے میں اجر ہے۔"

اس کے برخلاف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث میں جانوروں پر ظلم کرنے والوں کا انجام بتایا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو اس لئے جہنم کا عذاب دیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو بھوکا پیاسا باندھے رکھا' یہاں تک کہ وہ مرگئی' اس سے کہا جائے گا کہ نہ تم نے اس بلی کو کچھ کھلایا اور نہ پلایا' جب کہ اس کو باندھا اور نہ ہی تم نے اس کو کھولا کہ زمین سے گھانس وغیرہ کھالیتی۔ (رواہ الشیخان)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ ایک کبوتری آپؐ کے سر مبارک پر منڈلانے لگی گویا وہ آپؐ سے کسی بات کا شکوہ کررہی ہے کسی ایسے آدمی کا جس نے اس پر ظلم کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اس کبوتری کے انڈے کو اٹھایا ہے' ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اس پر رحم کرتے ہوئے اس کا انڈا واپس اس کے گھونسلے میں رکھ دو۔ (اخرجہ البخاری فی ادب المفرد)

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جامع ترین پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے تریسٹھ سالہ دور پر محیط ہے' جس میں نبوت سے قبل اور رسالت کے بعد کا دور بھی شامل ہے' نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت رحمت کا عکس آپ کے صحابہ کرام میں بھی بدرجہ اتم پایا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جتنا زیادہ قریب رہا' اس کے اندر رحم کا جذبہ اسی قربت کے اعتبار سے نمایاں تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قربت تھی وہ مسلم ومتفق ہے کہ آپ سب سے زیادہ قریبی اور سب سے زیادہ مزاج شناس تھے لہٰذا ان کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے: "ارحم امتی بامتی ابوبکر" فرماکر ان کی رحمدلی کو سند عطا فرمائی ہے اور تمام صحابہ کرامؓ کو "رحماء بینھم" کی سند تو خود رب العالمین نے عطا کردی ہے اور امت کے افراد کو قیامت تک کے لئے ایک درس رحمت قرآن وحدیث اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دے دیا گیا ہے۔ ہمارے اکابر واسلاف کے ایسے ہزاروں واقعات ہیں جو ان کی رحمدلی' بردباری اور عفو ودرگزر کا قابل تقلید نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ میں اگر کوئی صفت پیار ومحبت اور وحدت ومساوات کا ماحول پیدا کرسکتی ہے' بھاگنے والوں کو قریب اور قریب والوں کو جاں نثار وفداکار بناسکتی ہے تو وہ رحمدلی' خوش مزاجی' شیریں کلامی کی صفت ہے اور افسوس کہ آج ہمارے بڑے بڑے لوگوں میں رحمدلی کا جو جذبہ ہے وہ خاص خاص لوگوں کے لئے ہے' جب کہ کمال ایمان یہ ہے کہ رحمت ورافت ہر خاص وعام کے لئے ہو اور حسب موقع وضرورت ہو' اگر کسی پر شریعت کی کوئی حد جاری ہوتی ہے اور ہم اس کو بچا کر اپنی رحمدلی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں تو یہ رحمدلی نہیں بلکہ اس کے برعکس ہے جیسا کہ حد زنا میں فرمایا ہے:

"اور زانیہ وزانی پر (حد جاری کرنے میں) تم میں سے کسی کو رحم ومہربانی اللہ کے دین (کے نفاذ) میں نہ روکے اگر تم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو"

(سورۂ نور:۲)

یہ ہے اسلام کا نظام رحمدلی اور پیغام رحمت ورافت۔

☆☆..........☆☆

قادیانیوں کی شرانگیزیوں
سے باخبر رہنے کے لئے
بین الاقوامی اردو جریدے
"ختم نبوت" کا مطالعہ کریں

شرم وحیا

امۃ اللہ تسنیم

حیاء ایمان کی بات ہے:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو شرم وحیاٗ کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (یعنی اتنی شرم نہ کرنا چاہئے) آپؐ نے فرمایا: اس کو چھوڑ و حیاٗ ایمان سے ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عمرانؓ بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاٗ سوائے خوبی کے کچھ نہیں لائی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے بڑا درجہ لا الہ الا اللہ کہنے کا ہے اور ادنیٰ کام راستہ سے تکلیف کی چیز کا ہٹا دینا ہے اور حیاٗ ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پردہ نشین لڑکیوں سے زیادہ شرم تھی۔ جب آپ کو کوئی بات ناپسند ہوتی تھی تو ہم آپؐ کے تیور پہچان لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

رازداری:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب حفصہؓ بیوہ ہوئیں تو میں عثمانؓ سے ملا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہؓ کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں، انہوں نے کہا کہ میں اس معاملہ پر غور کروں گا۔ میں کئی راتیں انتظار کرتا رہا، پھر وہ مجھ سے ملے اور فرمایا: میرا خیال ہے کہ ابھی شادی نہ کروں، پھر میں ابوبکرؓ سے ملا اور عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کا نکاح حفصہؓ سے کر دوں، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میرے دل میں عثمانؓ سے زیادہ ان سے شکایت آئی، اس میں کئی دن گزر گئے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کا پیغام بھیجا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح کر دیا۔ ایک دن ابوبکرؓ مجھ سے ملے اور بولے: تم نے حفصہؓ کا نکاح مجھ سے کرنا چاہا تھا، میں نے جواب نہیں دیا تھا، تمہیں شاید رنج ہوا ہو، میں نے کہا ہاں! فرمایا: بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ایسا خیال تھا اور یہ آپ کا راز تھا، جس کو میں نے افشاء کرنا نہ چاہا۔ میری خاموشی کی یہی وجہ تھی، اگر ان کا تذکرہ نہ فرماتے تو میں قبول کر لیتا۔ (بخاری)

حضرت فاطمہؓ کی رازداری:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کے پاس بیٹھی تھیں۔ اتنے میں حضرت فاطمہؓ آئیں ان کی چال بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی، جب آپؐ نے ان کو دیکھا تو خوش آمدید کہا اور فرمایا میری بیٹی اچھا ہوا تم آ گئیں، پھر آپؐ نے دائیں یا بائیں طرف ان کو بٹھا لیا اور چپکے سے ایک بات کہی تو وہ رونے لگیں اور بہت روئیں، جب آپؐ نے ان کی گھبراہٹ دیکھی تو پھر چپکے سے ایک بات کہہ دی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے فاطمہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کے ہوتے ہوئے بھید ظاہر کرنے میں تم کو مخصوص کیا اور تم روتی ہو، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو میں نے کہا کہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا: بھلا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید ظاہر کر سکتی ہوں؟ جب آپ کی وفات ہو گئی تو میں نے ان کو اپنے حق کا واسطہ دلاتے ہوئے قسم دلائی کہ جو کچھ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا بتلاؤ۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا: ہاں اب بتلاؤں گی۔ بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ چپکے سے بات کہی تھی، وہ یہ تھی کہ جبریل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ قرآن شریف دہراتے تھے اور اس سال دو مرتبہ دہرایا، اس سے میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات قریب ہے، پس تم اللہ سے ڈرو اور صبر کرو، میں تمہارے لئے اچھا پیشرو ہوں، یہ سن کر میں رونے لگی، جب آپؐ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو دوسری بات چپکے سے یہ کہی کہ کیا تم راضی ہو کہ اس امت کی عورتوں کی سردار ہو، تو میں ہنسنے لگی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انسؓ کی رازداری:

حضرت ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ نے مجھ سے فرمایا کہ ہم لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے' اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمیں سلام کیا' پھر اپنی کسی حاجت کے لئے آپؐ نے مجھے بھیجا' مجھے اس کام کے کرنے میں دیر لگی' جب میں اپنی ماں کی طرف پلٹا' تو انہوں نے دیر ہونے کی وجہ پوچھی' میں نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ضرورت سے بھیجا تھا' بولیں کیا ضرورت تھی؟ میں نے کہا: وہ راز ہے' میری ماں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کی خبر کسی کو نہ دیا کرو' پھر حضرت انسؓ نے مجھ سے فرمایا: ثابتؓ! اگر میں یہ راز کسی کو بتانا چاہتا تو میں تم کو بتاتا۔ (مسلم)

☆☆..........☆☆

ایفائے عہد اور وعدہ کا پاس

وعدہ خلافی منافق کی نشانی ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کہے تو جھوٹ کہے' (۲) وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے' (۳) امانت رکھائی جائے تو خیانت کرے۔"

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ "اگرچہ وہ روزے بھی رکھتا ہو' نماز بھی پڑھتا ہو' اور اپنے کو مسلمان بھی سمجھتا ہو۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں کی ایک خصلت ہوگی تو وہ بھی نفاق ہی کی خصلت ہے' جب تک اس کو چھوڑ نہ دے' علامتیں یہی ہیں' جب بات کہے تو جھوٹ کہے' وعدہ کرے تو وفا نہ کرے' امانت میں خیانت کرے اور جب لڑے تو گالی دے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوبکرؓ کا رسولؐ کے وعدہ کو پورا کرنا:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا کہ اگر بحرین کا مال آیا (دونوں ہاتھوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح اور اس طرح دوں گا' لیکن بحرین کا مال آنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حکم دیا اور منادی کرائی کہ جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی وعدہ یا قرض ہو تو وہ میرے پاس آئے' یہ سن کر میں ان کے پاس گیا اور عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس طرح ارشاد فرمایا تھا' تو حضرت ابوبکرؓ نے ایک مٹھی بھر کر مجھ کو دیا' میں نے گنا تو پورے پانچ سو تھے' پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ دو مٹھی اور لو۔ (بخاری ومسلم)

رات کی عبادت کچھ دن کر کے چھوڑ دینا برا ہے:

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! تم اس شخص کی مانند نہ ہونا کہ رات کو عبادت کرتا تھا پھر کچھ دنوں بعد چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)

کلمۂ خیر بھی دوزخ سے حجاب بن سکتا ہے:

حضرت عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگ سے بچو' اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا ہی دے کر اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات ہی کہو۔ (بخاری ومسلم)

☆☆..........☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام

تیسویں سالانہ ایک روزہ

ختم نبوت کانفرنس

مورخہ ۲۳/ جولائی بروز جمعۃ المبارک

بمقام: **بخاری مسجد' کنری**

زیر سرپرستی: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

زیر صدارت: مولانا علامہ احمد میاں حمادیؔ (کنوینر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ)

جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی' سندھ کے معروف شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی اور متحدہ مجلس عمل کے ایم این اے خطاب فرمائیں گے۔

رابطہ: 02382-78850 .... منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نوٹ: کانفرنس جمعہ کے دن صبح گیارہ بجے تا رات گئے تک جاری رہے گی

چند اسلامی آداب

شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ

بے شک دین حنیف کے کچھ آداب اور بہت سے فضائل ہیں جو زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق ہیں اور اسلام نے اس کی دعوت دی اور اس پر ابھارا ہے تاکہ ایمانی شخصیت کامل ہو اور لوگوں میں ایک وقار پیدا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان آداب و فضائل سے آراستہ ہونے سے مسلمان کی شان اور جمال میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کی عادات معزز اور شخصیت محبوب ہوتی ہے' دلوں اور لوگوں کے قریب کرتی ہے اور یہ شریعت کا خلاصہ اور مقصد بھی ہے۔ ان کا نام ''آداب'' رکھنے کا مطلب یہ نہیں کہ یہ زندگی کے ایک کنارے میں رکھے جائیں' دراصل یہ ایک بزرگ اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے میرے بیٹے! اپنے عمل کو نمک اور ادب کو آٹا بناؤ۔'' اس بات سے صاف یہ اشارہ مقصود تھا کہ تھوڑے سے عمل میں ادب کی زیادتی بہتر ہے اس زیادہ عمل سے جو آداب سے خالی ہو۔

مسلمان کی شخصیت کی شان ان آداب کی رعایت سے دوبالا ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''تم اپنا لباس اچھا رکھو اور اپنے کجاووں کو درست رکھو تاکہ لوگوں میں تمہاری ایک امتیازی شان ہو۔''

۱:...... جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوں یا گھر سے نکلیں تو دروازے کو زور سے بند نہ کیجئے یا دروازے کو ایسا مت چھوڑیئے کہ خود بخود زور سے بند ہو جائے بلکہ اپنے ہاتھ سے دروازہ آہستہ سے بند کردیں۔ یقیناً آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنی ہوگی' جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں:

''بے شک کسی چیز میں نرمی کا ہونا اسے مزین و آراستہ بناتا ہے اور جس چیز سے نرمی نکل جاتی ہے وہ عیب دار بنتی ہے۔'' (الحدیث رواہ مسلم)

۲:...... جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوں یا گھر سے نکلنا چاہیں تو اپنے گھر والوں کو (مرد ہوں یا عورت) سلام کہئے جو مسلمانوں کی شان اور اسلام کی نشانی ہے' یعنی ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہئے اسلام کے اس ادب سے گریز نہ کیجئے ''صبح بخیر'' (گڈ مارننگ) یا ''مرحبا'' یا اس جیسے دوسرے الفاظ سلام کی جگہ استعمال نہ کیجئے' اس لئے کہ آپ کا اس سے گریز کرنا اسلام کو مٹاتا ہے۔ سلام اسلام کا شعار اور مسلمانوں کی وہ نشانی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول اور فعل سے مقرر فرمائی تھی۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو' تمہارا سلام کرنا تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت کا باعث ہوگا۔'' (ترمذی)

علمائے تابعین میں سے ایک بڑے عالم حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو' اس لئے کہ تم جن کو سلام کہتے ہو ان میں زیادہ حق دار تمہارے گھر والے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مجلس میں پہنچے تو سلام کیا کرے' جب اٹھنے کا ارادہ ہو تو پھر سلام کرے' اس لئے کہ ایک مرتبہ سلام کرنا دوسرے کا بدل نہیں ہے۔ (ترمذی)

۳:...... جب آپ کسی مجلس میں جائیں تو دو گفتگو کرنے والوں کے درمیان مت بیٹھئے بلکہ ان کے دائیں یا بائیں جانب بیٹھئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

''دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھنا نہیں چاہئے۔'' (ابوداؤد)

جب آپ ایک طرف بیٹھ جائیں تو ان کی باتوں کی طرف کان مت لگائیں۔ ہاں! اگر کوئی راز کی یا کوئی خاص بات ان کی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ آپ کا ان کی باتوں کی طرف کان لگانا، آپ کے اخلاق حمیدہ کو عیب دار کرتا ہے اور آپ ایک گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"جو آدمی ایسے لوگوں کی طرف کان لگائے جو یہ بات ناپسند کرتے ہوں کہ ان کی بات کوئی اور سنے تو اس کان لگانے والے کے دونوں کانوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جائے گا۔"

(رواہ بخاری وغیرہ)

جان لو! جب تم تین افراد ہو تو تمہارے لئے ایک ساتھی سے سرگوشی کی گنجائش نہیں ہے، اس لئے کہ اس طرح سرگوشی سے تمہارا تیسرا ساتھی گھبرائے گا اور تم سے کٹ کر اس کے ذہن میں دور اور قریب کے خیالات پیدا ہوں گے اور یہ مسلمانوں کی شان کے خلاف ہے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں ایسے اخلاق کی نفی کی ہے۔ فرمایا:

"دو مسلمان آپس میں سرگوشی نہیں کرتے، جب کہ ان کے درمیان کوئی تیسرا موجود ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ سرگوشی نہ کریں، یہ بات بتانے کے لئے کہ کسی مسلمان سے ایسی غلطی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ اسے منع کیا جائے، بلکہ فرمایا کہ مسلمان ایسا کرتا ہی نہیں ہے اور یہ فطرت کے بھی خلاف ہے۔ یہ حدیث امام مالکؒ نے بھی روایت کی اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ اگر بجائے تین کے سرگوشی کرنے والے چار ہوں تو؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اگر چار ہوں تو پھر دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی کرنا کوئی نقصان دہ نہیں، کوئی حرج اس میں نہیں ہے۔

۴:...... جب آپ اپنے بھائی کا دروازہ کھٹکھٹائیں تو آہستہ سے کھٹکھٹائیں کہ دروازے پر آنے والے کا پتہ چل سکے، کسی کے وجود کی خبر معلوم ہو یعنی اتنے زور سے نہ کھٹکھٹائیں کہ جیسے ظالم لوگ اور پولیس والے دروازہ بجاتے ہیں، اس لئے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور اپنے مسلمان بھائی کو ڈرانے کے مترادف ہے۔ ایک عورت حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے دین کے بارے میں کوئی مسئلہ معلوم کرنے کے لئے آئی اور ذرا سختی سے دروازہ بجایا تو امام احمدؒ یہ کہتے ہوئے گھر سے نکلے کہ لگتا ہے کہ کسی پولیس والے نے دروازہ بجایا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹاتے تھے۔ یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں ذکر کی ہے۔ اس طرح کھٹکھٹانا وہاں ہے کہ دروازے کے قریب بیٹھنے والوں کو علم ہو جائے۔ اگر کہیں دروازے سے دور کمرے میں ہوں تو اتنی آواز سے بجائیں کہ ان تک آواز پہنچ سکے مگر سختی نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے:

"نرمی نہیں ہوتی کسی چیز میں مگر یہ کہ اسے مزین و آراستہ کر دیتی ہے اور نرمی نہیں نکالی جاتی کسی چیز سے مگر یہ کہ اس چیز کو عیب دار کر دیتی ہے۔"

دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص نرمی سے محروم کیا گیا وہ تمام خیر سے محروم کیا گیا۔" (رواہ مسلم)

مناسب یہ ہے کہ آپ ایک مرتبہ دروازہ کھٹکھٹا کر انتظار کریں کہ وضو کرنے والا اپنے وضو سے فارغ ہو سکے اور نماز پڑھنے والا اس وقفے میں اپنی نماز پوری کر سکے اور کھانا کھانے والا اپنا نوالہ کھا سکے، اور جب آپ نے تین مرتبہ ایسے وقفے وقفے سے دروازہ بجایا اور آپ کے دل میں خیال ہوا کہ اگر اندر کوئی مشغول نہ ہوتا تو آپ کی طرف نکل آتا، لیکن پھر بھی وہ نہ نکلا تو آپ واپس ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے:

"جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت چاہے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو اسے چاہئے کہ واپس لوٹ جائے۔" (رواہ البخاری ومسلم)

دروازہ بجاتے وقت دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوں بلکہ دائیں طرف یا بائیں طرف کھڑے ہوں، اس لئے کہ ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی دروازے پر آتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ دروازے کے دائیں جانب یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے۔ (ابوداؤد)

۵:...... جب آپ اپنے بھائیوں میں سے کسی مسلمان کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور آپ سے پوچھا جائے کہ کون ہے؟ تو اپنا مشہور نام لے کر جواب دیجئے تاکہ اندر والا پہچان لے۔ اس طرح مت کہئے کہ "کوئی ہے، میں ہوں، ایک آدمی ہے۔" اس لئے کہ ان الفاظ سے دروازے کے پیچھے والا پہچان نہیں سکتا کہ دروازہ

کھٹکھٹانے والا کون ہے' اور یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ آپ اپنی آواز پر اعتماد کرلیں کہ وہ آواز پہچان لے گا' اس لئے کہ آوازیں ملتی جلتی ہوتی ہیں اور گھر کے اندر ہر کوئی آنے والے کی آہٹ و آواز نہیں پہچانتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول ''میں ہوں'' پسند نہیں فرمایا' اس لئے کہ اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ''کون ہے؟'' میں نے جواب دیا کہ ''میں ہوں'' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہوں' میں ہوں' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب ناپسند فرمایا۔ (رواہ البخاری ومسلم)

چنانچہ جب صحابہ کرامؓ سے پوچھا جاتا کون ہے؟ تو وہ اپنا نام بتاتے تھے۔ رضی اللہ عنہم۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات نکلا' اچانک نظر پڑی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے جارہے ہیں تو میں چاند کے سائے میں پیچھے ہولیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات فرمایا اور مجھے دیکھ لیا' پوچھا: یہ کون ہے؟ تو میں نے کہا: ''ابوذر'' (رضی اللہ عنہ)۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد اور حضرت علیؓ کی سگی بہن ہیں' فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرمارہے تھے اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے پردہ کیا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون عورت ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ میں ام ہانی ہوں۔ (رواہ البخاری ومسلم)

۶:...... جب کسی بھائی سے وقت مقررہ کے سوا ملاقات ہو اور وہ آپ سے معذرت کرلے کہ وقت مقررہ پر ملاقات نہ ہوسکنے پر میں معذرت خواہ ہوں تو آپ اس کے عذر کو قبول کریں' اس لئے کہ وہ اپنے گھر اور کپڑوں کے بارے میں زیادہ خبر رکھتا ہے' ممکن ہے کہ اس کو کوئی اہم مجبوری لاحق ہو یا کوئی ایسا حرج پیش آیا کہ اس وقت آپ سے نہ مل سکا تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ معذرت کرلے' آپ اس کو حرج میں مت ڈالیں' اکابرین کے بارے میں آتا ہے کہ وہ مخاطب کے عذر کے لئے تمہیداً خود ہی کہہ دیتے تھے کہ ہوسکتا ہے آپ کو ملاقات میں کوئی مانع پیش آگیا ہو۔

اس عذر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بھی اہمیت کے ساتھ قرآن کریم میں ذکر فرمایا' ملاقات و زیارت اور داخل ہونے کے باب میں فرمایا:

''جب تم سے کہا جائے کہ واپس لوٹ جاؤ تو واپس ہوجاؤ' یہ تمہارے لئے زیادہ پاکی کا ذریعہ ہے۔''

اور قرآن کریم کے اس ادب میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر کوئی آنے والے سے ملاقات کرنا نہیں چاہتا تو جواب دے' وہ واپس چلا جائے گا' ورنہ یہ گھر والا جھوٹ کا مرتکب ہوگا۔ جواب دے گا کہ فلاں گھر میں نہیں ہے' حالانکہ وہ گھر میں موجود ہوتا ہے تو یہ جھوٹ بولا اور اس کے بچے یہ جھوٹ سیکھ لیتے ہیں اور اس سے دلوں میں دوری اور کدورت پیدا ہوتی ہے' جب کہ قرآنی تعلیمات میں گھر والے کے لئے گنجائش ہے کہ وہ ملنے سے عذر کرلے کہ میں اس وقت نہیں مل سکتا اور ملاقات کرنے والے کے لئے قرآن کریم نے بتایا کہ تم عذر قبول کرکے واپس ہوجاؤ۔

۷:...... جب اپنے یا مسلمان بھائی کے گھر میں داخل ہوں تو داخل ہونے اور نکلنے میں نرمی برتئے اور اپنی آنکھ اور آواز کو پست رکھئے' جوتے اس جگہ پر اتارتے وقت ملا کر رکھئے' جوتوں کو ایسے ایسے یعنی آگے پیچھے یا اوپر نیچے مت اتارئے اور جوتا پہننے و اتارنے کے ادب کو مت بھولئے' پہلے دایاں جوتا پہنئے اور اتارتے وقت ہمیشہ پہلے بایاں جوتا پہلے اتارئیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی بھی جوتے پہنے تو پہلے دایاں پہنا کرے اور جب اتارے تو پہلے بایاں جوتا اتارے اور چاہئے کہ پہننے میں دائیں سے ابتدا ہو اور اتارنے میں بائیں سے ابتدا ہو۔''

(رواہ مسلم وغیرہ)

اپنے مسلمان بھائی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے جوتا کو دیکھئے کہ اگر راستے میں کوئی گندگی وغیرہ لگی ہو تو جوتوں کو رگڑ لیجئے تاکہ گندگی زائل ہو' اس لئے کہ اسلام صفائی ستھرائی کا دین ہے۔

۸:...... مسلمان بھائی تمہیں جس جگہ بٹھانا چاہے اس میں جھگڑا اور تکرار مت کیجئے بلکہ اسی جگہ بیٹھ جایئے جہاں وہ بٹھانا چاہے۔ ممکن ہے جہاں آپ بیٹھنا چاہتے ہوں' وہاں سے گھر نظر آتا ہو یا اس سے گھر میں رہنے والوں کا حرج لازم آئے۔ آپ کو میزبان کی بات مان لینی چاہئے اور اس کے اکرام کو قبول کرنا چاہئے۔ حضرت خارجہ بن زیدؒ حضرت امام ابن سیرینؒ سے ملاقات کرنے کے لئے تشریف لائے تو دیکھا کہ امام بن سیرینؒ زمین پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہیں تو حضرت خارجہ بن زید بھی وہاں ان کے ساتھ بیٹھنے لگے اور کہا کہ جو جگہ آپ نے اپنے لئے منتخب فرمائی میں وہاں بیٹھنے پر راضی ہوں تو امام

ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر میں تمہارے لئے وہاں بیٹھنے پر راضی نہیں ہوں جہاں تم خود راضی ہو لیکن تم وہاں بیٹھو جہاں تمہیں حکم کیا جائے۔

میزبان کی جگہ پر کبھی مت بیٹھئے جب تک وہ آپ کو وہاں بیٹھنے کے لئے نہ بلائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”کوئی بھی آدمی دوسرے آدمی کی سلطنت کا ہرگز ارادہ نہ کرے“ یعنی اس کے گھر‘ اس کی جگہ بغیر اجازت نہ بیٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ ”اس (کے) گھر میں اس کے بستر پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔“ (رواہ مسلم) عکرمہ کہتے ہیں وہ خاص جگہ جہاں میزبان بیٹھتا ہو وہ بستر ہو یا چارپائی وغیرہ۔

۹:...... بڑے کی قدر و منزلت پہچانئے جب داخل ہوئے یا کہیں سے نکلنے کا موقع ہو تو اپنے سے بڑے کو مقدم کیجئے اور جب آپ سے ملاقات ہو تو بڑے احترام سے سلام کیجئے اور بات چیت کا موقع ہو تو بڑے کو پہلے بات کرنے دیجئے اور عظمت کے ساتھ خوب توجہ سے اس کی بات سنئے اور اگر کوئی سوال کرے تو سکون‘ ادب اور وقار سے جواب دیجئے‘ جب بات کرنے لگیں تو اپنی آواز پست رکھئے اور جب بڑے کو مخاطب کریں یا پکاریں تو بات کرنے‘ پکارنے‘ آواز دینے میں اس کی عزت و احترام کو مت بھولئے۔

بعض احادیث بھی اس ادب کی تعلیم دیتی ہیں۔ یاد کر لیجئے یہ حدیث:

دو بھائی ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ایک حادثے کے متعلق بات کرنے لگے‘ ان میں سے ایک بھائی بڑا تھا‘ دوسرا چھوٹا۔ چھوٹے بھائی نے بات میں پہل کا ارادہ کیا‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کبر کبر“ یعنی بڑے کو اس کا حق دو اور اپنے بڑے بھائی کو بات کرنے دو۔ (رواہ البخاری و مسلم) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماً کا حق نہ پہچانے۔“ (رواہ احمد والحاکم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو صحبت اور اجتماع کے جو آداب سکھائے ہیں وہ غور سے سن لیجئے:

حضرت مالک بن الحویرثؓ جلیل القدر صحابی ہیں‘ فرماتے ہیں کہ ہم چند ہم عمر نوجوان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوئے اور بیس رات قیام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشفق اور رحیم تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوا کہ ہم اپنے گھر والوں کے پاس جانے کے مشتاق ہیں تو ہم سے دریافت فرمایا کہ گھر میں کس کو چھوڑ آئے ہو؟ ہم نے خبر دی تو فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ‘ ان کے پاس رہو اور انہیں دین سکھاؤ اور نیکی کا حکم کرو پس جب نماز کا وقت ہو تو تم میں سے ایک ساتھی اذان دے اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ امامت کرائے۔ (رواہ البخاری و مسلم)

۱۰:...... جب آپ ایسی جگہ داخل ہوں جہاں کوئی سو رہا ہو‘ دن ہو یا رات‘ تو سونے والوں کی رعایت کیجئے اور اس کے قریب اپنی آواز اور حرکات و سکنات میں نرمی کیجئے۔ بھاری آواز میں یا تیز آواز میں مت بولئے اور داخل ہونے اور نکلنے میں خاموشی و آہستگی اختیار کیجئے‘ نرمی برتئے‘ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سنا ہوگا‘ فرمایا: جو شخص نرمی سے محروم کیا گیا وہ شخص ہر خیر سے محروم ہے اور حضرت مقداد بن الاسودؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کا دودھ بچا کر رکھتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تشریف لاتے اور اتنی آواز سے سلام فرماتے کہ سونے والا اس سے نہ جاگتا اور جاگنے والا سن لیتا۔ (رواہ مسلم والترمذی)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو اتنی آواز سے تلاوت فرماتے تھے کہ جاگنے والا سن کر مانوس ہوتا اور سونے والا اس سے نہ جاگتا۔

یہ اسلام کے کچھ آداب ہیں۔ میں نے واضح عبارت اور واضح مفہوم بیان کیا ہے تاکہ آپ اس پر عمل کریں اور یہ سیرت اپنائیں۔ اس کا بہترین میدان عمل آپ کا اپنا گھر اور اپنے بھائی کا گھر اور آپ کی اپنی شخصیت‘ آپ کے بھائی کی شخصیت ہے‘ تو آپس میں اور بھائیوں کے درمیان اس پر عمل میں سستی و کاہلی کو داخل نہ کیجئے۔ اس لئے کہ گھر میں اور بھائیوں میں اجنبیت و کلفت بھی نہیں ہوتی۔ نیز آپ کی بھلائی و خیر خواہی‘ نرمی اور حسن اخلاق کے زیادہ حق دار آپ کے گھر والے اور آپ کے ساتھی ہیں۔

ایک صحابیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر پوچھنے لگے کہ یا رسول اللہ! میرے حسن اخلاق کے زیادہ حق دار کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں‘ پھر تمہاری ماں‘ پھر تمہاری ماں‘ پھر تمہارے والد‘ پھر والد سے کم‘ پھر اس سے کم (یعنی جو قریبی رشتے دار ہوں)۔ (رواہ البخاری و مسلم)

لوگوں میں سے جو زیادہ حق دار ہوں ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے میں سستی سے بچئے اور دوسروں کے ساتھ بھی اچھے اخلاق سے پیش آئیے۔ پس اگر آپ ایسا کریں گے تو خود کو قیمتی بنائیں گے ورنہ آپ اس حق کی ادائیگی کے حوالے سے ظالم ہوں گے جو آپ پر لازم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی سے روگردانی کرنے والے بنیں گے۔

☆☆......☆☆

شیخ الحدیث

حضرت مولانا نذیر احمدؒ

مولانا اللہ وسایا

پاکستان کے ممتاز عالم دین' شیخ الحدیث' جامعہ اسلامیہ امدادیہ' فیصل آباد کے بانی حضرت مولانا نذیر احمدؒ ۱۴/ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۳/ جولائی ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا نذیر احمدؒ ۱۹۳۱ء میں روشن والا ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ ارائیں خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ذہین و روشن دماغ تھے۔ آپ نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا عبدالمجید انورؒ حضرت مولانا نذیر احمد اور ان جیسے دیگر طلباء ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ جامعہ خیر المدارس کی تاریخ میں طلباء کی اس جماعت کو ذہین اور ہوشیار شمار کیا گیا ہے۔ چنانچہ جامعہ خیر المدارس کے بانی خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے اس جماعت کو مشکوٰۃ شریف پڑھانے کے لئے فقط ایک سال کے لئے اپنے معتمد شاگرد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ کو جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے جامعہ خیر المدارس ملتان بلوایا۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب وغیرہم نے ان سے مشکوٰۃ شریف کی تعلیم بڑے اہتمام کے ساتھ حاصل کی۔ دورۂ حدیث میں آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ' حضرت محمد شریف کشمیریؒ ایسے شیوخ حدیث شامل تھے۔

فراغت کے بعد آپ کو آپ کے استاذ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے قاری لطف اللہ شہیدؒ کے قائم کردہ مدرسہ نعمانیہ کمالیہ میں تدریس کے لئے بھیج دیا۔ آپ نے تدریس کا آغاز وہاں سے کیا۔ بعد ازاں جامعہ خیر المدارس کے مہتمم ثانی حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ آپ کو جامعہ خیر المدارس میں تدریس کے لئے لے آئے۔ جلد ہی بڑے کامیاب' محنتی اور نامور اساتذہ میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ طلباء آپ پر جان چھڑکتے تھے اور وہ تعلیم کے لئے کشاں کشاں آپ کے ہاں آنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ آپ کو اپنے قائم کردہ دارالعلوم پیپلز کالونی' فیصل آباد میں استاذ حدیث کے طور پر لے گئے۔ اس زمانہ میں آپ کی تدریس کا شہرہ پورے پاکستان میں پھیل چکا تھا۔

۱۹۸۳ء میں حضرت مولانا نذیر احمدؒ نے فیصل آباد میں جامعہ اسلامیہ امدادیہ کی بنیاد رکھی' جامعہ امدادیہ کرایہ کی بلڈنگ سے اپنے خرید کردہ پلاٹ میں منتقل ہوا۔ پورے شہر فیصل آباد میں اس مدرسہ کی دھاک بیٹھ گئی' کچی عمارت سے پختہ عمارتوں' متصل پلاٹوں کی خریداری اور پھر تعمیرات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کوہ قامت بلڈنگوں نے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ ہزارہا طلباء تعلیم حاصل کرنے لگے' پورے پنجاب کے معیاری مدارس میں جامعہ امدادیہ نے ظاہری و باطنی' تعلیمی و تنظیمی ترقی کا اعلیٰ نمونہ و مثال قائم کر دی' ہزاروں طلباء نے آپ سے حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی' آپ کے شاگردوں کی کھیپ نے ملک کے طول و عرض میں مدارس کا جال بچھا دیا' اپنے تعلیمی و تربیتی اہتمام کے باعث ملک بھر کے علماء' مشائخ' خطباء و اساتذہ کے صاحبزادگان کے لئے جامعہ امدادیہ کا انتخاب سنہری انتخاب شمار ہونے لگا۔

آپ دیوبند کے تھانوی حلقہ سے تعلق رکھتے تھے' آپ نے ہمارے تھانوی خانوادہ کی قائم کردہ روحانی اصلاحی انجمن صیانۃ المسلمین میں خاص مقام حاصل کیا اور اس کے نائب صدر منتخب ہوئے' وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ کے آپ رکن رکین تھے۔ قدرت کے کرم سے آپ کی خوبیوں کو وہ رنگ لگا کہ آپ کی عزت و شہرت آسمان سے باتیں کرنے لگی۔ ''ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء''

حضرت مولانا نذیر احمدؒ کو اصلاح و ارشاد کی لائن میں بھی خاص مقام حاصل تھا۔ آپ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اس لحاظ سے تصوف و سلوک کے میدان میں بھی آپ کو بلند حیثیت حاصل تھی۔

آپ کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سے مثالی تعلقات تھے۔ مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی' چناب نگر کے سالانہ ردّ قادیانیت کورس کی افتتاحی تقریب میں آپ کا بیان طے شدہ امر ہوتا تھا۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں آپ لازماً شریک ہوتے۔ جامعہ امدادیہ کے دروازے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے انہوں نے وا کردیے تھے۔ ان کے بزرگانہ محبت بھرے خطوط جو مشوروں اور ناصحانہ انداز پر مشتمل ہوتے تھے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔ قدرت نے آپ کو خوبیوں کا مرقع بنایا تھا۔ آپ کی ذہانت' معاملہ فہمی' مزاج شناسی' ہر دلعزیزی کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ جس سے ایک بار ملاقات ہوگئی وہ زندگی بھر آپ کے گن گانے لگ جاتا تھا۔ رکھ رکھاؤ' گفتگو' میل ملاقات اور دل موہ لینے والے تعلقات رکھنے میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ لوگوں کی شادی' غمی' تیمارداری میں آپ برابر کے شریک رہتے۔ گویا ایک کامیاب زندگی گزارنے کا حق تعالیٰ نے آپ کو سلیقہ نصیب فرمایا تھا۔

آپ کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ جتنی ترقی کرتے گئے' حاسدین ومعاندین کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا' ہر جگہ لگائی بجھائی' اکھاڑ پچھاڑ سے عمر بھر واسطہ رہا' لیکن وہ سانحات سے نبرد آزما ہوکر کامیاب جرنیل کی طرح فاتح بن کر سامنے آتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے آپ نے ترقی کی وہ منازل طے کیں' جنہیں صرف فضل ربی ہی جا سکتا ہے۔

پہلے جواں سال صاحبزادہ کی شہادت نے ان کی صحت پر کاری ضرب لگائی' پھر جامعہ امدادیہ کے معاملات کے بوجھ نے ان کی کمر خمیدہ کی' آخر: ''دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت' درد سے بھر نہ آئے کیوں؟'' کا مصداق ہوگئے۔ دل کے روگ نے ڈیرے ڈال دیئے' بیماری اور بڑھاپے نے اتحاد کرلیا تو آپ کی صحت نے شکست مان لی' صاحب فراش ہوگئے' علاج معالجہ جاری رہا' تا آنکہ وقت موعود آپہنچا۔

آپ کے دو صاحبزادگان اس وقت آپ کے جانشین اور آپ کے قائم کردہ تعلیمی گلشن کے باغباں ونگہبان ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صاحبزادگان کی حفاظت ونگہبانی فرمائیں اور ان سے اپنے دین کا کام لے لیں۔

آپ کی نماز جنازہ ڈی گراؤنڈ' پیپلز کالونی' فیصل آباد میں حضرت مولانا مفتی عبدالستار زید مجدہ نے پڑھائی' ہزاروں بندگان خدا نے اس میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کی قیادت میں صاحبزادہ طارق محمود' مولانا خدا بخش' مولانا محمد زمان مبلغ فیصل آباد پر مشتمل ایک وفد نے نماز جنازہ میں شرکت کرکے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کی۔ آپ کو فیصل آباد کے قبرستان میں رحمت حق کے سپرد کردیا گیا۔ حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان سے اپنی شایان شان رحمت کا معاملہ فرمائیں' ان کی حسنات کو شرف قبولیت عطا فرمائیں' سیئات سے درگزر فرمائیں' ان کے جامعہ کی حفاظت فرمائیں' اسے مزید ترقی عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین۔

''کل من علیہا فان ویبقی
وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔''

☆☆..........☆☆

عقیدۂ ختم نبوت کے سامنے قادیان کی جعلی نبوت کا تار عنکبوت تار تار ہوجاتا ہے: نومسلم نوجوان کے تاثرات

کراچی (پ ر) ثمیر حبیب نامی ایک قادیانی نوجوان نے دفتر ختم نبوت کراچی میں تین گھنٹے کی گفت وشنید کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنما مولانا نذیر احمد تونسوی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرکے اپنے آبائی مذہب قادیانیت سے برأت کا اعلان کردیا اور ایک حلفیہ بیان کے ذریعہ قادیانیت کے تمام عقائد اور مرزا قادیانی کے تمام دعوؤں کو غلط اور کفریہ قرار دے کر قادیانیت سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔ اس موقع پر نومسلم نوجوان نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق قرآن وسنت کے دلائل کی صورت میں رحمتِ خداوندی کی ہواؤں کا پہلا جھونکا آتے ہی میرے دل میں قادیان کی نام نہاد جعلی نبوت کا تار عنکبوت خود بخود تار تار ہوتا چلا گیا' جس پیارے اور خوبصورت انداز میں مجھے مسئلہ ختم نبوت سمجھایا گیا اور مرزائیت کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے قادیانی کتب کے حوالے دکھائے گئے' اس سے میرے ذہن میں اٹھنے والے اکثر و بیشتر سوالات کا جواب خود بخود مجھے ملتا چلا گیا اور میرے سوالات کا جن دلائل کے ساتھ جواب دیا گیا' زندگی میں پہلی بار مجھے محسوس ہوا کہ دلائل کے اعتبار سے قادیانی مذہب کی مثال ریت کے گھروندے کی سی ہے' قرآن وسنت کے دلائل سامنے آتے ہی قادیانی مذہب کی ساری عمارت زمین بوس ہوجاتی ہے' قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ مذہب کے نام پر سادہ لوح لوگوں کو قادیانیت کے جال میں پھنسا کر ان سے چندہ بٹورنے کا ایک بہانہ تلاش کیا گیا اور آج تک یہی سلسلہ جاری ہے۔

ارشادات وملفوظات

سید شمشاد حسین شاہ

ہمارے اکابرین کا یہ انداز رہا ہے کہ وہ اپنے بزرگوں اور ہمعصر علماً واولیاً کا تذکرہ دینی مجالس اور تقاریر میں کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد علی جالندھری میں بھی یہ بات موجود تھی۔ آپ کی تقاریر میں اس قسم کے تذکرے عام طور پر ہوتے تھے۔

ایک بار اپنے پیرومرشد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مجاہدے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دوران سفر کبھی ایسے حالات میسر آ جاویں کہ کھانے پینے کو کچھ نہ ملے اور درخت کے پتے کھانے کی نوبت آ جاوے تو اس صورت میں شہتوت اور لسوڑے کے پتے زیادہ مفید رہتے ہیں' چونکہ حضرت رائے پوریؒ کو اپنے مرشد کی تلاش میں دور دراز کے سفر کرنے پڑے تھے' حالت بھی درویشی کی تھی' اس لئے حضرت کو ایسے واقعات سے کئی بار واسطہ پڑا ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا ذکر فرمایا کہ آپ جن دنوں حج بیت اللہ کے لئے گئے ہوئے تھے تو مدینہ منورہ کے قیام کے دوران قاضی صاحب کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد نفل اشراق تک مسجد نبوی میں ایسی جگہ بیٹھتے' جہاں سے روضہ اقدس سامنے رہے۔ قاضی صاحب نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کے سامنے سلام عرض کرتا اور وہیں سے پیچھے ہٹ جاتا یعنی حضرات شیخین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے مزارات کی طرف نہیں جاتا' قاضی صاحب نے تین چار روز اس شخص کا یہی معمول دیکھا تو ایک دن اس کو اپنے قریب بلایا اور اس سے اس سلسلہ میں بات کی تو وہ کہنے لگا کہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں' میں ان کو سلام کیوں کروں؟ (نعوذ باللہ)۔

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے دل میں سوچا کہ میں نے اس کو کیوں چھیڑا؟ کیونکہ ہماری یہ گفتگو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن رہے ہوں گے اور آپ کو تکلیف پہنچی ہوگی اور اس کا سبب بھی میں ہی بنا ہوں' مگر پھر انہوں نے اس شخص سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! حضورؐ کے دربار سے بڑا دربار کس کا ہے؟ تو وہ کہنے لگا کسی کا نہیں' تو آپ نے فرمایا کہ پھر تو حضور کی خدمت میں عرض کر کہ وہ تیرا یہ عقدہ حل کردیں اور تو آپؐ کے مزار کے سامنے جاکر خشوع وخضوع کے ساتھ یہ دعا مانگ کہ: ''یاالٰہی! یہ تیرے حبیب کا دربار ہے اور میرے دل میں خلجان ہے' اپنے حبیب کے طفیل میرا یہ عقدہ حل فرما۔'' چنانچہ اگلے روز جب معمول کے مطابق وہ شخص حضور کی خدمت میں سلام عرض کرنے آیا تو کافی دیر تک وہیں کھڑا رہا' قاضی صاحب کو اس کا انتظار تھا' جب کافی دیر ہوگئی تو قاضی صاحب نے اپنے کسی ساتھی کو بھیجا کہ اس کا پتہ کرے۔ اس ساتھی نے واپس آکر بتلایا کہ وہ شخص حضورؐ کے روضہ اقدس کے سامنے کھڑا ہے اور رو رہا ہے۔ اس پر قاضی صاحب نے فرمایا کہ اگر رو رہا ہے تو اس کا کام بن گیا۔ چنانچہ کافی دیر کے بعد وہ شخص قاضی صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ مولانا! میرا عقدہ حل ہوگیا' اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اس نے بتلایا کہ میں نے آپ کے فرمان کے مطابق سلام کے بعد یہی دعا کی تو مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور کچھ عرصہ کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روضہ اقدس میں میرے سامنے کھڑے ہیں' آپ کی داہنی طرف حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں اور بائیں طرف حضرت عمر فاروقؓ دونوں آپ سے ایک قدم پیچھے ہیں' آپؐ نے دونوں کو بازوؤں سے پکڑ کر اپنے برابر کیا اور فرمایا کہ میرے دوستوں کو دشمن کہتے ہوئے تجھے شرم نہیں آتی۔

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا ہی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بار قاضی صاحب کراچی گئے ہوئے تھے۔ قاضی صاحب کے ایک دوست تھے جن سے آپ ملنے گئے' ان صاحب کا (کمرہ) چوبارہ پکھاس

طرح سے بنا ہوا تھا کہ بازار میں آتا ہوا آدمی وہاں سے نظر آتا تھا‘ چنانچہ اس دوست نے تھوڑی دیر کے بعد قاضی صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ مولانا! بازار میں غلام احمد پرویز آ رہا ہے‘ وہ میرے پاس ہی آئے گا‘ وہ ہمیشہ میرا سر کھاتا رہتا ہے‘ آج مزہ آئے گا‘ اس کی آپ سے بات کراؤں گا‘ قاضی صاحب نے فرمایا کہ میرا تعارف مولوی کہہ کر نہ کرانا بلکہ یہ کہنا کہ میرے دوست ہیں‘ پنجاب سے آئے ہیں‘ تا کہ وہ کھل کر بات کرے۔ چنانچہ جب پرویز آیا تو ان دوست نے اسی طریقہ سے قاضی صاحب کا تعارف کرایا‘ جیسے میں نے بتلایا تھا۔ پرویز بیٹھ گیا اور باتیں شروع ہو گئیں‘ زور خطابت میں اس نے وہی بات کہہ دی جو وہ کہا کرتا تھا یعنی ہمارے لئے صرف اللہ کی کتاب قرآن کافی ہے‘ حدیثوں کی ضرورت نہیں۔ جب وہ اپنی بات مکمل کر چکا تو قاضی صاحب نے فرمایا کہ اچھا پرویز صاحب! آپ ایک بات تو بتائیں کہ اگر حدیثوں کو دیکھنا نہیں اور صرف قرآن سے دین کو سمجھنا ہے تو پھر قرآن کی رو سے آپ مجھے نماز پڑھ کر دکھائیں؟ کیونکہ قرآن میں نہ تو اذان کا ذکر ہے‘ نہ تکبیر کا‘ نہ ہی رکعات کی تعداد کا‘ یہ تو سب کچھ ہمیں حدیثوں سے ملتا ہے‘ اب جب حدیثوں کو تو دیکھنا نہیں تو پھر لغت میں صلوٰۃ کا مطلب دیکھیں گے‘ چنانچہ عربی لغات میں صلوٰۃ کے سو کے قریب مطلب ہیں۔ صلوٰۃ کا ایک معنی ہے دعا‘ ایک معنی جسم کو دو چار بار حرکت دینے کے بھی ہیں‘ اس طرح تو کرسی سے تھوڑے سے اوپر ہوئے‘ دھڑ کو ہلایا اور قرآن کی نماز ہو گئی۔ قاضی صاحب کی یہ جوابی تقریر سن کر پرویز لا جواب ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص عام آدمی نہیں ہے بلکہ کوئی بہت بڑا عالم ہے۔

یہ واقعہ سنا کر حضرت مولانا جالندھریؒ نے فرمایا کہ جب قرآن کو حدیث کے بغیر سمجھیں گے تو ایسے ہی ٹکریں ماریں گے‘ یاد رکھو قرآن کو حدیث کی عینک لگا کے پڑھیں گے تو قرآن سمجھ میں آئے گا۔ یہ جو بزرگان دین نے دین کا ایک نظام بنایا ہے‘ اس کے بغیر دین پر عمل کرنا مشکل ہے بلکہ اس نظام کے بغیر جو کچھ بھی ہے وہ گمراہی ہے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحبؒ کا سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت رات کو بستر پر لیٹ گئے‘ لیٹے ہوئے ایک مسئلہ پر اشکال پیدا ہوا‘ پھر خیال آیا کہ کل گنگوہ جا کر حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں یہ اشکال پیش کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد خود سے یہ سوال کیا کہ اصغر حسین! تو اتنے بڑے مدرسہ دیوبند کا استاد ہے‘ کیا تجھے یہ یقین ہے کہ کل تک زندہ رہے گا؟ اگر آج رات کو تیری موت واقع ہو جاوے اور مرنے کے بعد تجھ سے اسی اشکال کے بارے میں سوال ہو جائے کہ جب تمہیں اشکال ہو گیا تھا تو اسی وقت تم نے اس کا حل کیوں نہ تلاش کیا؟ سردی کا موسم تھا‘ مگر اللہ کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ اسی وقت بستر سے اٹھے‘ کپڑے بدلے‘ گھوڑے پر سوار ہوئے اور رات کو ہی گنگوہ کے لئے روانہ ہو گئے‘ دیوبند سے گنگوہ ۲۲ میل یا ۲۲ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ جس وقت گنگوہ پہنچے وہ تہجد کا وقت تھا‘ حضرت گنگوہیؒ تہجد کا وضو کر رہے تھے‘ ان دنوں حضرت گنگوہیؒ کی بینائی جاتی رہی تھی‘ چنانچہ آہٹ سننے پر پوچھا کہ کون ہے؟ حضرت میاں اصغر حسینؒ نے اپنا نام بتلایا اور اپنا اشکال پیش کیا۔ حضرت گنگوہیؒ نے اسی وقت اشکال کا جواب دے دیا‘ جس سے میاں صاحب کو تشفی ہو گئی اور انہی قدموں دیوبند کے لئے واپس روانہ ہو گئے اور صبح کا سبق دیوبند آ کر پڑھایا۔ یہ تھی ہمارے بزرگوں کی للّٰہیت۔

☆☆............☆☆

توہین رسالت کے قانون میں کسی بھی قسم کی ترمیم کی گئی تو نتائج کی ذمہ داری انتظامیہ پر عائد ہوگی

گمبٹ (پ ر) دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا‘ جس کی صدارت حکیم عبدالواحد بروہی نے کی۔ اس موقع پر کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنی ہے تو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے کوشش کرنا ہوگی۔ اجلاس سے پریس سیکریٹری عبداللطیف شیخ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم جنرل مشرف پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر توہین رسالت کے قانون میں کسی بھی قسم کی ترمیم کی گئی تو اس کے جو بھی نتائج سامنے آئیں گے اس کی ذمہ داری جنرل مشرف پر عائد ہوگی۔ اس موقع پر اجلاس کے شرکاء نے جنرل پرویز مشرف سے مطالبہ کیا کہ وہ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں اور قادیانیوں کے چکر میں نہ آئیں ورنہ قیامت کے دن ذلت و رسوائی ہوگی۔

مرزائیوں کے نام

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہریؒ

مرزا غلام احمد قادیانی کے معتقدین نے مکروفریب اور جھوٹ و بہتان اختیار کرکے مرزا قادیانی کو مجدد یا مہدی یا مسیح موعود یا ظلی بروزی نبی یا افضل النبیین ماننے اور جاہلوں سے منوانے کے لئے جو نام نہاد دلیلیں فراہم کی ہیں' ان کے بارے میں حضرات علمأ کرام بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور قادیانیوں کی بار بار تردید کرچکے ہیں لیکن چونکہ انہیں سورۂ احزاب کی آیت کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین کی تصریح کے خلاف ہی عقیدہ رکھنا ہے' اور انہیں یہی محبوب ہے' اور وہ چاہتے ہیں کہ عامۃ المسلمین خاص کر بے علم مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کھرچتے رہیں' اس لئے اپنے ضلال و الحاد و زندیقیت سے باز نہیں آتے' دشمنانِ اسلام یہود و نصاریٰ نے چونکہ انہیں اسی کام پر لگادیا ہے اور ان سے قادیانیوں کا خاص گٹھ جوڑ ہے اور مسلمانوں ہی کے لئے دشمنوں نے اس فتنہ کو اٹھایا ہے' اس لئے قادیانی مبلغین آخرت سے غافل ہوکر اپنے دنیوی مفاد کے لئے قادیانیت کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں' اور ان کی یہ محنت ہندوؤں میں عیسائیوں میں' اور یہودیوں میں' دہریوں میں نہیں ہے۔

قادیانی بے علم مسلمانوں میں یہ محنت کرتے ہیں (ہمارے نزدیک بے علم لوگوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو دور دراز گاؤں میں رہتے ہیں' جاہل محض ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے دنیوی ڈگریاں حاصل کرلی ہیں لیکن قرآن و حدیث و عقائد اسلامیہ' جن پر امت مسلمہ کا اجماع ہے' ان سے یہ لوگ ناواقف ہیں) چونکہ احادیث شریف میں مجددین کے آنے کا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امام مہدیؒ کی تشریف آوری کا ذکر ہے' اس لئے ماضی بعید کی تاریخ میں ایسے لوگوں کا تذکرہ ملتا ہے' جنہیں شہرت کی طلب اور حب جاہ کی تڑپ نے مجددیت یا مہدویت یا مسیحیت کے دعوے پر آمادہ کیا اور بعض لوگ ایسے بھی اٹھے جنہوں نے نبوت کا اعلان کردیا۔

مجدد کوئی ایسا عہدہ نہیں ہے جس کا دعویٰ کیا جائے یا کسی کے مجدد ہونے پر ایمان لایا جائے' حدیث شریف میں یہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے افراد کو بھیجتا رہے گا جو امت محمدیہ مسلمہ میں دین کی تجدید کرتے رہیں گے' یعنی دین کو پھیلائیں گے اور جو اسلامی طریقے لوگوں سے چھوٹ گئے ہوں گے ان کو زندہ کریں گے' اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر زمانہ میں ایک ہی شخص مجدد ہو' بعض اوقات بہت سے حضرات سے اللہ تعالیٰ مجدد کا کام لیتے ہیں جو ایک ہی زمانہ میں ہوتے ہیں۔

صحیح مسلم صفحہ ۸۷ جلد اول میں ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر کہے گا: ''ہمیں نماز پڑھادیجئے'' وہ فرمائیں گے: ''میں نہیں پڑھاتا' بے شک تم میں سے بعض بعض کے امیر ہیں' اس امت کو اللہ تعالیٰ نے کرامت سے نوازا ہے'' اور سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۹۸ میں ہے کہ: مسلمانوں کا امام رجل صالح ہوگا' وہ صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھ چکا ہوگا' اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے' وہ امام پیچھے ہٹ جائے گا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آگے بڑھائے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ: ''تم ہی آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ آپ ہی کی امامت کے لئے نماز قائم کی گئی ہے'' چنانچہ وہی امام (جو پہلے آگے بڑھ چکے تھے) حاضرین کو نماز پڑھائیں گے' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہدی اور عیسیٰ دو مختلف اور علیحدہ شخصیتیں ہوں گی اور دونوں ایک زمانہ میں ہوں گے۔

دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ میں کام کرنے والے ایک دوست سے ملاقات ہوئی' انہوں نے بتایا

کہ دیہاتوں میں جو لوگ قادیانی ہیں' وہ ان پڑھ لوگ ہیں' کچھ بھی نہیں جانتے' ان کو تبلیغ کی جائے اور سمجھایا جائے تو سنن ابن ماجہ کی روایت سنا دیتے ہیں کہ: ''لامہدی الاعیسیٰ ابن مریم''۔ تعجب کی بات ہے کہ اس سے مرزا قادیانی کا نبی ہونا کیسے ثابت ہوجاتا ہے؟ لیکن قادیانی مبلغ ان کے پاس جاتے ہیں' انہیں بتادیتے ہیں کہ دیکھو ہم اس حدیث کو مانتے ہیں۔ جاہل لوگ نہ کچھ سوال کرسکتے ہیں' نہ جواب دے سکتے ہیں' وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔(العیاذ باللہ)

چونکہ ملحدین اور زندیق لوگوں کے پاس دین و ایمان نہیں ہوتا' اس لئے نہ قرآن و حدیث کی تصریحات کو مانتے ہیں اور نہ عقل کو کام میں لاتے ہیں' فرض کرو کہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ کی ایک ہی شخصیت ہوتب بھی اس سے مرزا قادیانی کا نبی ہونا کیسے لازم آیا؟

یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ مہدی علم نہیں ہے' صفت کا صیغہ ہے اور عیسیٰ علم ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں کامل صاحب ہدایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے (کما ذکرہ محشی سنن ابن ماجہ) پھر یہ حدیث شواذ میں سے ہے اور جو احادیث جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ مہدی کی شخصیت اور ہے' ان کا نام محمد ہوگا اور ان کے والد کا نام وہی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام تھا (یعنی عبداللہ) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت اور ہے' ان کا نام عیسیٰ ہے اور لقب مسیح ہے۔(سنن ابی داؤد ج۲ ص۲۳۲)

ان لوگوں کو سنن ابن ماجہ میں صرف یہی حدیث نظر آئی (جبکہ اس سے بھی ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا) اور حدیث کی دوسری کتابوں میں بلکہ سنن ابن ماجہ میں بھی کسی اور حدیث پر ان کی نظر نہ پڑی' اور اگر نظر پڑی تو ان کے زندیق مبلغین نے اس کو چھپادیا اور جاہلوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ روایت یاد کرادی' ہم سنن ابن ماجہ ہی کو سامنے رکھ کر حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روایات نقل کرتے ہیں۔ دیکھئے سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۰۰' ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ''مہدی حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔''

مرزا غلام احمد قادیانی کے معتقدین بتائیں کہ وہ خاندانی اعتبار سے مرزا تھا' اس کی قوم مغل برلاس تھی' وہ ہرگز سادات بنی فاطمہ میں سے نہیں تھا' بتایئے پھر وہ کیسے مہدی ہوگیا؟ سنن ابی داؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المھدی من عترتی من ولد فاطمة اور ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ: ''مہدی مجھ سے ہوں گے' ان کی پیشانی روشن ہوگی' ناک بلند ہوگی' وہ زمین کو انصاف اور عدل سے بھردیں گے جیسا کہ وہ ان کی آمد سے پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی اور وہ سات سال حکومت کریں گے۔''

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں معلوم کیجئے۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں' وہ انصاف کے ساتھ فیصلہ دینے والے ہوں گے اور امام عادل ہوں گے' صلیب کو توڑدیں گے' اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ ختم کردیں گے' اور مال کو بہادیں گے (یعنی خوب زیادہ سخاوت کریں گے) یہاں تک کہ کوئی بھی مال قبول نہیں کرے گا' یعنی مال کی کثرت کی وجہ سے کوئی بھی لینے کو تیار نہیں ہوگا' اب قادیانی ملحد یہ بتائیں کہ مرزائے قادیان مسیح موعود کیسے بنا؟ نہ وہ عیسیٰ بن مریم تھا' نہ وہ کبھی حاکم بنا' نہ اس نے صلیب کو توڑا' نہ خنزیر کو قتل کیا' نہ جزیہ ختم کیا' نہ مال کی سخاوت کی' وہ تو خود مریدین ومعتقدین سے مال کھینچنے والا تھا۔

مزید سنئے! اسی سنن ابن ماجہ میں صفحہ ۲۶۸ پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے' دروازہ کھولا جائے گا تو دجال سامنے آجائے گا' اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جو تلواریں لئے ہوئے ہوں گے' جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لے گا تو ایسے پگھلے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوگا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا پیچھا کریں گے' اسے باب لد کے قریب مشرقی جانب پکڑلیں گے اور اس کو قتل کردیں گے' اس وقت یہودی شکست کھاجائیں گے اور درختوں' پتھروں اور دیواروں کے پیچھے چھپتے پھریں گے۔ اب قادیانیت کے پھیلانے والے' مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کھرچنے والے بتائیں کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں دجال کب نکلا؟ جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی تھے؟ اور اس کو مرزا نے کب قتل کیا؟ کیا مرزا کبھی دمشق گیا ہے؟ کیا باب لد سے گزرا ہے؟ کیا اس کے زمانہ میں وہ دجال نکلا تھا جس کے بارے میں کتب حدیث میں پیش گوئی ہے؟ کیا دجال سے مرزا ملا تھا؟ باب لد میں دجال کو مرزا غلام احمد قادیانی نے کب قتل کیا؟ مرزا دمشق تو کیا جاتا وہ تو

ختم نبوۃ

حرمین شریفین کی زیارت سے بھی محروم رہا۔

قادیانیو! تمہارے پاس جھوٹ کے پلندوں کے سوا کچھ اور بھی ہے؟ تمہیں دوزخ سے بچنے کی ذرا بھی فکر ہے؟ یہ جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور مسیح موعود ہمارا مرزا ہے' اس کا جھوٹ ہونا سنن ابن ماجہ کی مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہو رہا ہے' اور ہاں سنن ابن ماجہ میں یہ بھی ہے کہ:

'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اے عیسیٰ! میرے بندوں کو لے کر کوہ طور کی طرف چلے جایئے' میں اپنے ایسے بندے نکالنے والا ہوں' جن سے معاملہ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں۔''

(سنن ابن ماجہ ص ۲۶۷)

اس کے بعد یاجوج ماجوج نکلیں گے اور زمین پر پھیل جائیں گے' ارے قادیانیو! اب بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اہل ایمان کو کوہ طور پر لے جانے کا اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا واقعہ دنیا کی تاریخ میں کب پیش آیا؟ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف فرما تھے' اس وقت تو یاجوج ماجوج نکلے نہیں تھے' لامحالہ جب قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے' اس وقت یہ واقعہ پیش آئے گا۔ معلوم ہوا کہ تمہارا یہ کہنا کہ ان کی وفات ہوگئی ہے یہ جھوٹ ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ مسیح موعود ہمارا مرزا ہے' حدیث بالا سے اس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہوگیا' کیونکہ تمہارا مرزا غلام احمد قادیانی کبھی کوہ طور پر نہیں گیا' اور یاجوج ماجوج کا خروج اب تک نہیں ہوا' اس کی تفصیل سنن ابن ماجہ میں مذکور ہے' جو روایات ہم نے نقل کی ہیں وہ حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی مذکور ہیں لیکن سنن ابن ماجہ کا حوالہ خصوصیت کے ساتھ اس لئے دیا کہ قادیانی جو بحوالہ سنن ابن ماجہ ''لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم'' پیش کرتے ہیں' ان پر واضح ہوجائے کہ سنن ابن ماجہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں دوسری احادیث بھی موجود ہیں جن کی طرف سے انہوں نے آنکھیں میچ رکھی ہیں۔

قادیانیو! چونکہ تمہارے نزدیک خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی' اس لئے آپ کے بعد مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہو اور اس کی تبلیغ کرتے ہو اور قرآن کریم نے جو خاتم النبیین بنایا ہے اور آپ نے خود اپنے بارے میں جو انا خاتم النبیین فرمایا ہے (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۱) اور اپنے اسماء بتاتے ہوئے العاقب الذی لیس بعدی نبی فرمایا ہے (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۱) اور اپنے بارے میں لا نبی بعدی فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے' ان سب واضح اعلانات کا انکار کرتے ہو' اس لئے سب مسلمان تمہیں کافر کہتے ہیں اور تم بھی انہیں ختم نبوت کے عقیدہ کی وجہ سے کافر کہتے ہو۔ اب تم یہ بتاؤ کہ خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ آپ کا تو یہ عقیدہ تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا' اور جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟ وہ سورۂ احزاب کی آیت لے کر نازل ہوئے جس میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تصریح ہے کہ ''آپ خاتم النبیین ہیں'' (یاد رہے کہ قرأت متواترہ میں خاتم النبیین تا کے زبر کے ساتھ بھی ہے اور تا کے زیر کے ساتھ بھی۔ زیر والی قرأت سے صاف واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اس میں افضل النبیین والی تمہاری تاویل وتحریف نہیں چلتی)۔

اس کے بعد یہ بتاؤ کہ خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ' تابعین' محدثین' ائمہ مجتہدین اور تمام مسلمین اور چاروں امام اور ان کے مقلدین جو قرآن وحدیث کی تصریحات کے مطابق خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوجانے کا عقیدہ رکھتے تھے وہ کافر تھے یا مومن؟ تمہارے عقیدہ کے مطابق ان سب کا کافر ہونا لازم آتا ہے' جب وہ حضرات کافر تھے (العیاذ باللہ) تو ان کی کتابوں سے کیسے استدلال کرتے ہو؟ (سنن ابن ماجہ اور تمام کتب حدیث انہی حضرات کی روایت کی ہوئی ہیں) اگر وہ لوگ نعوذ باللہ مسلمان نہیں تھے' جیسا کہ موجودہ مسلمانوں کو تم کافر کہتے ہو' تو تمہارا اسلام سے اور قرآن وحدیث سے اور قرآن وحدیث کی روایت کرنے والوں سے بلکہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تعلق رہا؟ یہ سب حضرات عقیدۂ ختم نبوت کے حامل تھے اور تم کہتے ہو کہ ان کا یہ عقیدہ غلط ہے' اگر کوئی مرزائی یوں کہے کہ دور حاضر کے مسلمانوں کو اس لئے کافر کہتے ہو کہ انہوں نے مرزا کی نبوت کا انکار کردیا اور ان کے دعوائے نبوت سے پہلے جو لوگ تھے ان کے سامنے مرزا کا ظہور نہیں ہوا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل مسئلہ کا تعلق عقیدۂ ختم نبوت سے ہے' کسی شخص کے دعوائے نبوت کرنے یا نہ کرنے سے نہیں ہے۔ اگر مرزا نبوت کا دعویٰ نہ کرتا تب بھی عقیدۂ ختم نبوت

ختم نبوۃ

کے منکر کافر ہی ہوتے۔

مسلمانوں کے عقائد کی کتابوں میں تو یہی لکھا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی' دیکھو شرح عقائد نسفی میں ہے: ''اول الانبیا آدم و آخرہم محمد علیہ السلام'' صدیوں سے یہ کتاب مسلمان پڑھتے پڑھاتے رہے ہیں اور اسی کے مطابق ان کا عقیدہ رہا ہے۔ اور الاشباہ والنظائر میں ہے: ''اذ لم یعرف ان محمد آخر الانبیاً فلیس بمسلم لا نہ من الضرور یات'' (جس نے یہ نہ پہچانا کہ محمد رسول اللہ سب نبیوں میں آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے' اس لئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا ضروریات دین میں سے ہے) قادیانیوں نے تو سب کا صفایا کردیا' کروڑوں مسلمانوں کو کافر بنادیا' تمہارے عقیدہ کے مطابق تو کوئی بھی مؤمن نہیں۔

ارے قادیانیو! خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمہاری زد سے نہیں بچے کیونکہ آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ: ''میں خاتم النبیین ہوں'' جب تمہارا یہ حال ہے تو کون سے اسلام کی دہائی دیتے ہو؟ اور بار بار یوں کہتے ہو کہ: ''ہم مسلمان ہیں'' نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے خود تمہارا مرزا قادیانی بھی اس بات کا قائل تھا کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی نبی آنے والا نہیں' اس نے اپنے رسالہ ایام الصلح صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے کہ:

''قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے' اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق یہ شرارت ہے' نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے' اور حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت' دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاً کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے' اور بعد اس کے جو وحی منقطع ہوچکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کردیا جائے کیونکہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔''

اور ۲۳/ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو مرزا نے جامع مسجد دہلی میں یوں اعلان کیا:

''اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاً صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

(رسالہ تبلیغ رسالت ص۴۴ جلد۲)

تمہارا مرزا قادیانی اسلامی عقیدہ کے اعتبار سے اور خود اپنے اقرار سے نبوت کا دعویٰ کرکے کافر ہوگیا' تم لوگ جو اسے نبی کہتے ہو تو قرآن و حدیث کی رو سے اور خود مرزا کے سابق اعلان کے اعتبار سے کافر ہوگئے' جب تمہارے مرزا نے خود کہہ دیا کہ لا نبی بعدی میں نفی عام ہے اس کے بعد کسی بھی طرح کی نبوت کا دعویٰ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا جھٹلانا ہوا' کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے سے بھی کسی شخص کا ایمان باقی رہ سکتا ہے؟

مرزا نے جھوٹی نبوت کا سہارا لینے کے لئے جو یہ بات نکالی کہ میں ظلی یا بروزی نبی ہوں اور یہ کہ میری صورت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائے ہیں' کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہیں ہے؟ آپ نے کب فرمایا تھا کہ میں دوبارہ دوسری شکل میں آؤں گا؟ جب آپ نے یہ نہیں فرمایا تو مرزا نے خود آپ کی طرف سے یہ بات کیسے بنالی کہ میں دوبارہ آپ کی صورت میں آؤں گا؟ پھر جبکہ خود ہی کہہ دیا کہ ارشاد نبوی ''لا نبی بعدی'' میں نفی عام ہے تو کسی بھی طرح کی نبوت کا دعویٰ کرنا جھوٹ ہوا یا نہیں؟ قادیانی غور کرلیں ہم تو یہی کہتے ہیں: لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

بھارت میں 15 قادیانیوں کا قبول اسلام

ہریانہ' بھارت (نمائندہ خصوصی) فرید آباد میں ممتاز عالم دین مولانا علی جان بخاری کی کوششوں سے پندرہ افراد نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر مقامی علمائے کرام نے کہا کہ ہریانہ میں قادیانیوں کی مناظروں میں شکست اور ان کی جانب سے ورغلائے جانے والوں کا قادیانیت سے تائب ہوکر قبول اسلام یہ سب نصرت خداوندی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہریانہ میں قادیانیوں نے چند ماہ قبل ہی فتنہ پروری شروع کی تھی جس کا علمائے کرام نے بروقت سدباب کیا جس کا نتیجہ قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد کے قبول اسلام کی صورت میں نکلا۔

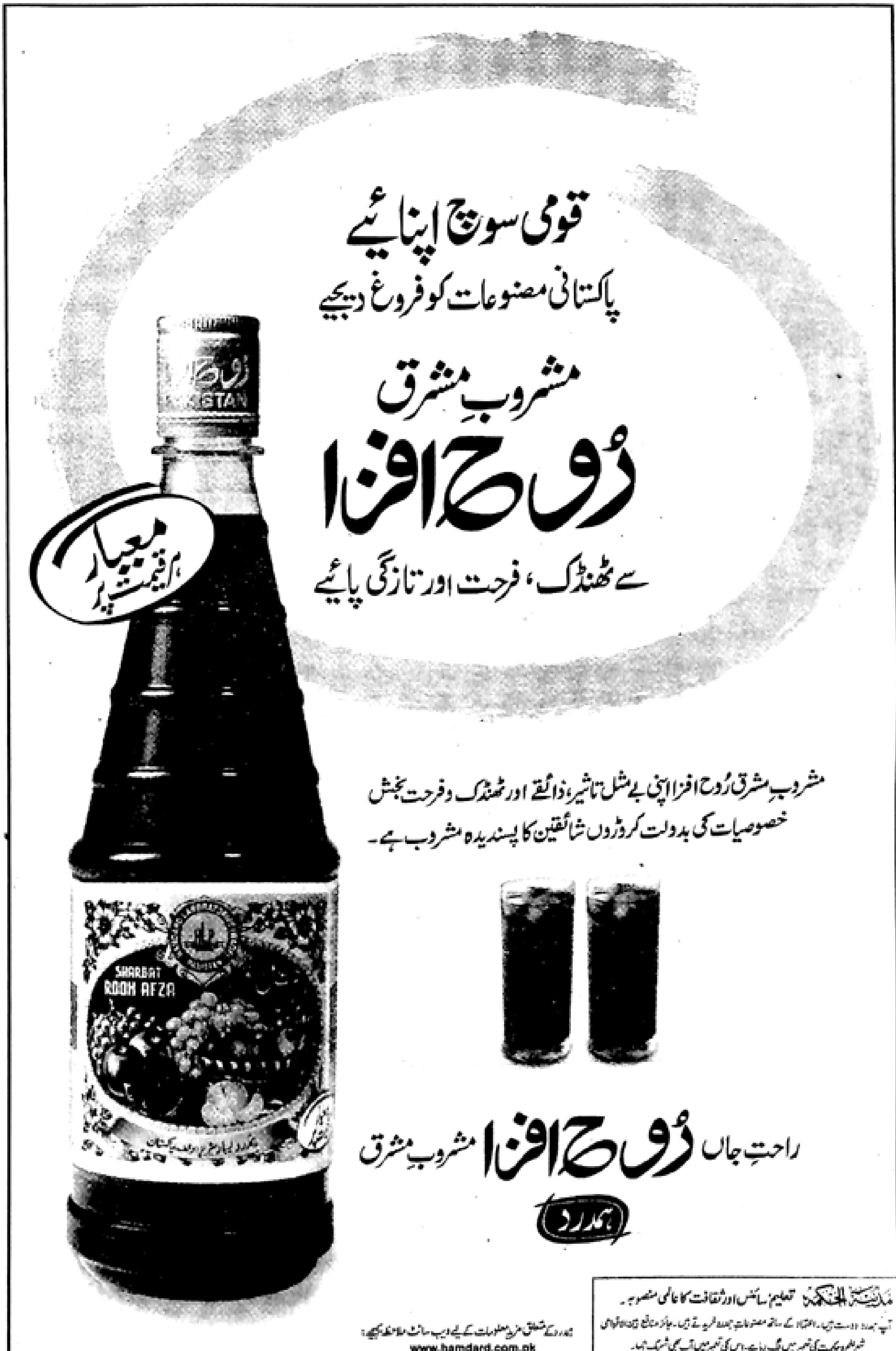

Adarts-HRA-4/2003

احساس خطرات

جانباز مرزا

اے مسلمانو! تمہاری داستاں خطرے میں ہے
قافلے والو! امیر کارواں خطرے میں ہے

زندگی کو عافیت کا نام دینے سے ندیم
موت کہتی ہے حیاتِ جاوداں خطرے میں ہے

قبلۂ اول گیا اب قبلۂ ثانی کہاں؟
ملت بیضا! تیرا ہر اک نشاں خطرے میں ہے

کل جہاں روندا گیا ختم نبوتؐ کا مقام
اب وہاں مدح صحابہؓ کا بیاں خطرے میں ہے

ابنِ آدم نے ستاروں پر کمندیں ڈال لیں
اے خدا والو! خدا کا لامکاں خطرے میں ہے

ڈھل رہا ہے وقت کے سانچے میں آئینِ جہاں
واعظ شیریں بیاں تیری زباں خطرے میں ہے

آدمیت بک رہی ہے آدمی کے ہاتھ سے
وقت کے بازار میں سُود و زیاں خطرے میں ہے

ڈھال لیں آہن گروں نے بجلیاں فولاد میں
وقت کے چارہ گرو! دورِ رواں خطرے میں ہے

ہے کوئی جانباز جو خطرات کے احساس سے
امنِ عالم سے کہے سارا جہاں خطرے میں ہے

مرسلہ: قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو وِرغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرینؐ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

محمد رسول اللہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے — بنائیے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآبؐ ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟

کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟

اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

انشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے